بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 41

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

26 ربیع الاوّل 1445 ہجری قمری ● 12 اخاء 1402 ہجری شمسی ● 12 اکتوبر 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَرَاَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ النَّارَ فَظَنُّوۡۤا اَنَّہُمۡ مُّوَاقِعُوۡہَا وَلَمۡ یَجِدُوۡا عَنۡہَا مَصۡرِفًا

(سورۃ الکھف:54)

ترجمہ: اور مجرم آگ کو دیکھیں گے تو سمجھ جائیں گے کہ وہ اُس میں پڑنے والے ہیں اور وہ اُس سے نکل بھاگنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6 اکتوبر 2023 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کردے، تاکہ وہ حیاتِ طیبہ کا وارث ہو

اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصولِ دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

خدا تعالیٰ کے بندے کون ہیں؟

یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو دی ہے اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں وقف کردیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا، اپنے مال کو اُس کی راہ میں صرف کرنا اُس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں، مگر جو لوگ دنیا کی املاک وجائداد کو اپنا مقصود بالذات بنالیتے ہیں، وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں، مگر حقیقی مومن اور صادق مُسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کردے، تاکہ وہ حیاتِ طیبہ کا وارث ہو، چنانچہ خود اللہ تعالیٰ اس للّٰہی وقف کی طرف ایماء کرکے فرماتا ہے۔ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَ ہُوَ مُحۡسِنٌ فَلَہٗۤ اَجۡرُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (البقرۃ:113) اس جگہ کے معنی یہی ہیں کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانہء الوہیت پر گرے اور اپنی جان، مال، آبرو غرض جو کچھ اسکے پاس ہے خدا ہی کیلئے وقف کرے اور دنیا اور اُس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنادے۔

حصولِ دنیا میں مقصود بالذات دین ہو

کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ انسان دنیا سے کچھ غرض اور واسطہ ہی نہ رکھے۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حصول سے منع کرتا ہے، بلکہ اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے۔ یہ بزدلوں کا کام ہے۔ مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں، کیونکہ اُس کا نصب العین دین ہوتا ہے اور دنیا، اُس کا مال وجاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصولِ دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کیلئے سواری اور زادِراہ کو ساتھ لیتا ہے تو اس کی اصل غرض منزلِ مقصود پر پہنچنا ہوتا ہے نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اس طرح پر انسان دنیا کو حاصل کرے، مگر دین کا خادم سمجھ کر۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 494، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کسی کا حق دبانے کا گناہ اور عذاب

(2458) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ کے دروازے پر کچھ جھگڑا سنا تو آپؐ اُن آدمیوں کے پاس آئے اور آپؐ نے فرمایا: مَیں ایک بشر ہی ہوں اور میرے پاس ایک فریق آتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی دوسرے سے اپنے مطلب کو زیادہ خوبی سے بیان کرنے والا ہو اور مَیں سمجھ لوں کہ اس نے سچ کہا ہے اور اس کے بیان پر اس کے حق میں فیصلہ کردوں۔ اس لئے اگر میں نے ایک شخص کو کسی مسلم کا حق (ناواجب طور پر) دلانے کا فیصلہ کردیا تو یقین کرلو کہ وہ صرف آگ کا ہی ایک ٹکڑا ہے جو اسے دیا جارہا ہے۔ چاہے اسے لے لے، چاہے اسے چھوڑ دے۔

منافق کی چار خصلتیں

(2459) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس میں چار خصلتیں ہوں وہ منافق ہے یا جس میں چار میں سے ایک خصلت پائی جاتی ہو تو اُس میں نفاق کی بھی ایک خصلت ہوگی، جب تک کہ وہ اُسے چھوڑ نہ دے۔ جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا۔ جب وعدہ کرے گا تو خلاف ورزی کرے گا اور جب عہد کرے گا تو دھوکا دے گا اور جب جھگڑے گا تو بدزبانی کرے گا۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب المظالم، مطبوعہ 2008 قادیان)

مسیحی اقوام کی ترقی کے وقت ایک ایسی جماعت ہوگی جو اسلام پر قائم ہوگی اور ان کے ساتھ لوگوں کو ملنے کا حکم دیا گیا ہے

اس آیت کے مخاطب یقیناً وہ مسلمان ہیں جو اس زمانہ میں اسلام کی ترقی کو سیاسی اسباب کے ساتھ وابستہ قرار دیتے ہونگے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس غلطی میں مبتلا نہ ہونا بلکہ ان لوگوں کے ساتھ شامل ہوجانا جو صبح شام نمازوں میں دعائیں کررہے ہونگے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ کہف آیت 29 وَاصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ وَلَا تَعۡدُ عَیۡنٰکَ عَنۡہُمۡ ۚ تُرِیۡدُ زِیۡنَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَہٗ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَاتَّبَعَ ہَوٰىہُ وَکَانَ اَمۡرُہٗ فُرُطًا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس آیت نے اوپر کے معنوں کو اور واضح کردیا ہے۔ اس آیت کے مخاطب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں بلکہ قرآن کریم کے پڑھنے والے وہ شخص ہیں جن کو اس زمانہ کے دیکھنے کا موقعہ ملے ورنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو خود نمازیں پڑھایا کرتے تھے ان کو کس طرح کہا جاسکتا تھا جو صبح وشام نمازیں پڑھ رہے ہیں تو ان کے ساتھ رہ۔

اصل میں یہاں یہ بتایا ہے کہ مسیحی اقوام کی ترقی کے وقت ایک ایسی جماعت ہوگی جو اسلام پر قائم ہوگی اور ان کے ساتھ لوگوں کو ملنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس آیت کے مخاطب یقیناً وہ مسلمان ہیں جو اس زمانہ میں اسلام کی ترقی کو سیاسی اسباب کے ساتھ وابستہ قرار دیتے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس غلطی میں مبتلا نہ ہونا بلکہ ان لوگوں کے ساتھ شامل ہوجانا جو صبح شام نمازوں میں دعائیں کررہے ہونگے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو دعاؤں کے ذریعہ سے بلا رہے ہونگے۔ پھر فرماتا ہے اس نمازی جماعت سے اپنی نظریں ہٹا کر اور طرف نہ لے جانا کیونکہ گو دنیا کی زینت اور اسکی ترقی کے سامان ان سے باہر ملیں گے لیکن اس میں خدا تعالیٰ کی رضا تو حاصل نہ ہوگی۔ پس دنیاوی لالچوں کی وجہ سے اس بظاہر حقیر نظر آنے والی جماعت کو حقیر مت جاننا اور ان لوگوں کی پیروی نہ کرنا جو ذکر الٰہی اور تبلیغ سے غافل ہوں گے اور ڈنڈے کے زور سے ان قوموں کو سیدھا کرنا چاہیں گے اور افراط وتفریط کی مرض اور سیاسیات کی ہوا وہوس میں مبتلا ہوں گے۔

اس آیت میں اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اس زمانہ میں تین باتیں مسلمانوں کے مصائب کا موجب ہوں گی۔ ایک تو لوگ عبادات سے غافل ہوجائیں گے عبادت کی طرف توجہ نہ رہے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں کے دل میں دنیا کے اموال کی محبت بڑھ جائیگی۔ تیسری بات یہ ہے کہ عیش وعشرت کا بڑا زور ہوگا۔ ایسے وقت میں مومن کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ عبادت میں مشغول رہے اور مال کی طرف رغبت نہ کرے اور اپنی جائز ضروریات پوری کرکے باقی حصہ مال کا دین کی اشاعت میں خرچ کرے۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 443، مطبوعہ 2010 قادیان)

اس شمارہ میں

اداریہ
جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار منصف کے اعتراضات کا جواب

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 22 ستمبر 2023 (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ (جرمنی 2023)

ممبران نیشنل مجلس عاملہ مجلس انصار اللہ امریکہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے آن لائن ملاقات

پیغام حضور انور برموقع جلسہ سالانہ کوسووو 2023

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب | نماز جنازہ حاضر وغائب

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

"مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار"

(منظوم کلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام)......(9)

جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار 'منصف' حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب

گزشتہ آٹھ شماروں سے ہم اخبار "منصف" حیدرآباد کے، بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پر اعتراضات کا جواب دے رہے ہیں۔ اعتراضات کی تفصیل اور اسکا پس منظر 17/اگست کے شمارہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ منصف کا ایک اعتراض یہ کیا تھا کہ :

"مرزا غلام احمد قادیانی نے مجددیت، محدثیت، مہدویت، مثلیت مسیح، مسیحیت، ظلی نبی، بروزی نبی، حقیقی نبی، ظل محمد ﷺ حتی کہ خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے باوجود اس کو ماننے والے خود کو احمدی مسلمان کہلوانا پسند کرتے ہیں اور یہ اُمید رکھتے ہیں کہ مسلمان بھی انہیں ایسا ہی خیال کریں۔"

گزشتہ تین شماروں میں ہم نے مجددیت، محدثیت، مہدویت، مثلیت مسیح، مسیحیت اور حقیقی نبی کے اعتراض کا جواب دیدیا ہے۔ آج ہم ظل محمد ﷺ کے اعتراض کا جواب دینگے۔ ظل محمد ﷺ پر اخبار "منصف" حیدرآباد کا کیا اعتراض ہے؟ کیوں اعتراض ہے؟ اس میں شریعت کی کیا خلاف ورزی ہے؟ ایڈیٹر نے کچھ بھی بتایا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظل محمد کا دعویٰ تو بے شک کیا ہے لیکن اس دعویٰ میں کیا خرابی ہے بتانا چاہئے تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایڈیٹر نے اعتراض بس کہیں سے نقل کر دیا ہے اور اس میں وہ اپنی کوئی رائے نہیں رکھتے۔

اخبار "منصف" حیدرآباد کے ایڈیٹر کے نزدیک کیا آنحضرت ﷺ کا ظل ہونا کوئی گناہ کی بات ہے؟ یا شریعت کی کوئی خلاف ورزی ہے؟ یا اس میں آنحضرت ﷺ کی شان میں کوئی گستاخی ہے؟ کچھ تو ایڈیٹر صاحب کو بتانا چاہئے تھا۔ واضح ہو کہ آنحضرت ﷺ کا ظل ہونا کوئی بُری بات نہیں۔ آنحضرت ﷺ کے رُوحانی افاضہ کے نتیجہ میں اگر کوئی آپؐ کا ظل ہو جائے تو اس میں آنحضرت ﷺ کا ہی کمال ہے اور آپؐ کے عظیم الشان رُوحانی افاضہ کی دلیل ہے۔ اس سے آپؐ کا مرتبہ گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔ ہمارے بزرگانِ دین نے لکھا ہے کہ امت محمدیہ میں آنے والے مہدی کا یہ عظیم الشان مرتبہ ہوگا کہ وہ آنحضرت ﷺ کا عکس ہوگا، اُس کا باطن آنحضرت ﷺ کا باطن ہوگا، آنحضرت ﷺ کے انوار کا انعکاس اس کے وجود میں ہوگا۔ یعنی وہ آنحضرت ﷺ کا ظل ہوگا۔ پیرانِ پیر حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

اَلْمَهْدِیُّ الَّذِیْ یَجِیْءُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ یَکُوْنُ فِی الْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّةِ تَابِعًا لِمُحَمَّدٍ ﷺ وَفِی الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَ الْحَقِیْقَةِ تَکُوْنُ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَآءِ تَابِعِیْنَ لَهٗ کُلُّهُمْ لِاَنَّ بَاطِنَهٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ ﷺ (شرح فصوص الحکم مطبعۃ الزاہر مصریہ صفحہ 51، 52)

ترجمہ :: امام مہدی علیہ السلام جو آخری زمانہ میں آئیں گے یقیناً وہ شرعی احکام میں آنحضرت ﷺ کے تابع ہونگے اور علوم و معارف اور حقیقت میں تمام انبیاء مہدی کے تابع ہونگے کیونکہ اس کا باطن آنحضرت صلی ﷺ کا باطن ہوگا۔

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یَقُوْلُ الْمَهْدِیُّ یَا مَعْشَرَ الْخَلَائِقِ...اَلَا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ فَهَا اَنَا ذَا اِبْرَاهِیْمُ وَاِسْمٰعِیْلُ اَلَا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مُوْسٰی یُوْشَعَ فَهَا اَنَا ذَا مُوْسٰی وَیُوْشَعُ اَلَا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَهَا اَنَا ذَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔" (بحار الانوار جلد 13 صفحہ 202)

"یعنی امام مہدی کہے گا کہ اَے لوگو! اگر تم میں سے کوئی ابراہیمؑ، اسمٰعیل کو دیکھنا چاہتا ہے تو سُن لے کہ مَیں ہی ابراہیم و اسمٰعیل ہوں اور اگر تم میں سے کوئی موسیٰؑ و یوشعؑ کو دیکھنا چاہے تو سُن لے کہ مَیں ہی موسیٰؑ اور یوشع ہوں اور اگر تم میں سے کوئی عیسیٰؑ و شمعونؑ کو دیکھنا چاہے تو سُن لے کہ عیسیٰ اور شمعون میں ہوں اور اگر کوئی تم میں سے کوئی حضرت محمد ﷺ اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا چاہتا ہے تو سُن لے کہ محمد ﷺ اور امیر المومنین مَیں ہوں۔"

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اخبار منصف کے ایڈیٹر کو امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کیا جائے۔ آپؒ کا نام محمد، کنیت ابوجعفر اور لقب باقر تھا۔ آپؒ امام زین العابدینؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے اور شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پڑپوتے تھے۔ آپؒ کی والدہ آنحضرت ﷺ کے نواسے یعنی حضرت علیؓ و فاطمہؓ کے بڑے بیٹے حضرت امام حسن کی صاحبزادی تھیں۔ اپنے کمال علم و فضل کی وجہ سے باقر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ پس امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ والد اور والدہ دونوں طرف سے آپ کا نسب آنحضرت ﷺ سے ملتا ہے۔

اخبار "منصف" کے ایڈیٹر صاحب فرمایئے کہ امام مہدی جو یہ اعلان کرے گا کہ جس نے محمدؐ کو دیکھنا ہے وہ مجھ کو دیکھ لے تو کیا وہ عین محمدؐ ہوگا یا محمدؐ کا ظل ہوگا؟ عین تو ہو نہیں سکتا یقیناً ظل ہی ہوگا۔ پس آپ کے ظل محمد ﷺ والا اعتراض ہم نے دُور کر دیا۔ کچھ اَور حوالے ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں :

عارف ربّانی محبوب سجانی سیّد عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (767ھ تا 837ھ) فرماتے ہیں :

"اس (امام مہدی ۔ ناقل) سے مراد وہ شخص ہے جو صاحبِ مقام محمدی ہے اور ہر کمال کی بلندی میں کامل اعتدال رکھتا ہے۔" (انسان کامل (اُردو) باب نمبر 61 مہدیؑ کا ذکر صفحہ 375 نفیس اکیڈمی کراچی)

حضرت ملا عبدالرحمن جامی (817ھ تا 898ھ) فرماتے ہیں :

"حضرت نبی کریم ﷺ کا مشکوٰۃ باطن ہی محمدی ولایت خاصّہ ہے اور وہی بجنسہٖ خاتم الاولیاء حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مشکوٰۃ باطن ہے کیونکہ امام موصوف آنحضرت ﷺ کے ہی مظہر کامل ہیں۔"
(شرح فصوص الحکم ہندی از حضرت ملا عبدالرحمن جامی صفحہ 69)

اخبار "منصف" کے ایڈیٹر صاحب غور فرمایئے! امام مہدی آنحضرت ﷺ کا مظہر کامل ہوگا یعنی آنحضرت ﷺ کا پورا پورا عکس اور آپؐ کا ظل ہوگا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (1114ھ تا 1175ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"اُمت محمدیہ میں آنے والے مسیح موعود کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین ﷺ کے انوار کا انعکاس ہو عامۃ الناس یہ گمان کرتے ہیں کہ جب وہ موعود دنیا میں آئے گا تو اس کی حیثیت محض ایک امتی کی ہوگی۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا۔ اور اسی کا دوسرا نسخہ ہوگا۔ پس اس کے اور ایک عام امتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے"۔ (الخیر الکثیر از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ 72، مدینہ پریس بجنور)

امام مہدی اسم جامع محمدی کی پوری پوری تشریح ہوگا اور اسی کا دوسرا نسخہ ہوگا۔ اخبار "منصف" کے ایڈیٹر صاحب بتائیں کہ آپ اس جملہ کا کیا مطلب سمجھتے ہیں؟ ظل محمد ﷺ والا آپ کا اعتراض دُور ہو گیا یا نہیں؟

اُردو کے مشہور شاعر جناب امام بخش ناسخ (1188ھ تا 1253ھ) اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں :

اوّل و آخر کی نسبت ہوگی صادق یہاں ۔۔۔ صورت معنی شبیہ مصطفی پیدا ہوا
دیکھ کر اس کو کریں گے لوگ رجعت کا گماں ۔۔۔ یوں کہیں گے معجزے سے مصطفی پیدا ہوا

(دیوان ناسخ جلد دوم صفحہ 54 مطبع منشی نول کشور لکھنؤ 1923ء)

صورت معنی شبیہ مصطفی پیدا ہوا۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی معنوی آمد ہوگی۔ امام مہدی کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوگا کہ محمد مصطفیٰ کی شبیہ آ گئی۔ ایڈیٹر صاحب! شبیہ، اور ظل ایک ہی چیز ہے۔ پس بزرگانِ اُمت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ امام مہدی آنحضرت ﷺ کے ظل کامل ہونگے۔

شیخ محمد اکرم صابری (1130ھ) فرماتے ہیں : "وہ محمد ﷺ ہی تھے جنہوں نے آدم کی صورت میں دنیا کی ابتدا میں ظہور فرمایا یعنی ابتدائے عالم میں محمد مصطفی ﷺ کی روحانیت بروز کے طور پر حضرت آدم میں ظاہر ہوئی اور محمد ﷺ ہی ہونگے جو آخری زمانہ میں خاتم الولایت امام مہدی کی شکل میں ظاہر ہونگے یعنی محمد مصطفی ﷺ کی روحانیت مہدی میں ظہور اور بروز کرے گی۔" (اقتباس الانوار از شیخ محمد اکرم صابری صفحہ 52)

بزرگ صوفی حضرت خواجہ غلام فرید صاحب آف چاچڑاں شریف (1248ھ تا 1367ھ) فرماتے ہیں:

"حضرت آدمؑ صفی اللہ سے لے کر خاتم الولایت امام مہدی تک حضور حضرت محمد مصطفی ﷺ بارز ہیں۔ پہلی بار آپ نے حضرت آدم علیہ السلام میں بروز کیا ہے......اس کے بعد دوسرے مشائخ عظام میں نوبت بنوبت بروز کیا ہے اور کرتے رہیں گے۔ حتیّٰ کہ امام مہدی میں بروز فرمائیں گے۔ پس حضرت آدم سے امام مہدی تک جتنے انبیاءؑ اور اولیاءؒ قطب مدار ہوئے ہیں تمام روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مظاہر ہیں۔"
(مقابیس المجالس صفحہ 419 مقبوس نمبر 62، از مولانا رکن الدین، ترجمہ: کپتان واحد بخش سیال اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور صوفی فاؤنڈیشن بہاولپور)

شیعہ مجتہد مولانا سید محمد سبطین (1335ھ) فرماتے ہیں :

مہدی نفس رسول ﷺ و مظہر اوصاف رسول ﷺ و نائب خاص رسول اور آئینہ کمالات رسول ﷺ ہے۔ اور ظہور انوار محمدی و اوصاف و کمالات محمدی اس جناب پر موقوف ہے۔ پس چاہئے کہ وہ ہم شکل و ہم نام و ہم کنیت و جزو نور محمدی خلق اور سیرت میں بھی مثل محمد ہو بلکہ ایسا ہونا ضروری و لازمی ہے۔
(الصراط السوی فی احوال المہدی صفحہ 409، از مولانا سید محمد سبطین ناشر مینیجر البرہان بکڈپو A،33 عمر روڈ اسلام پورہ لاہور)

قاری محمد طیّب سابق مہتمم دار العلوم دیوبند (1320ھ تا 1403ھ) فرماتے ہیں :

(i) "چونکہ حضرت عیسوی کے وجود میں آنے کا باعث صورت محمدی کا تمثل ہوا ہے اور آپ حضور کے ابن تمثالی ثابت ہوتے ہیں اس لئے وَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ کے اصول پر ذات عیسوی کو حضور کی ذات اقدس سے وہ خاص خصوصیات پیدا ہو گئیں جو قدرتی طور پر اور انبیاء علیہم السلام کو نہیں ہو سکتی تھیں چنانچہ منصب خاتمیت، طور مقبولیت، مقام عبدیت، غلبہ رحمت، شان معصومیت، وضع علم و معرفت، نوعیت ہجرت و جہاد، حریت مرتبہ، مرتبہ تکمیل عبادت، درجہ بشارت، مکالمہ قیامت وغیرہ جیسے اہم اور عظیم امور ہیں اگر حضور کی ذات اقدس سے کسی کو کمال اشتراک و تناسب ثابت ہوتا ہے تو حضرت عیسیٰ کی ذات مقدس کو"
(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام از قاری محمد طیب دار العلوم دیوبند صفحہ 144 نفیس اکیڈمی)

(ii) "بہرحال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حضور سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاق خاتمیت اور مقام خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی۔ جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کو بارگاہ محمدی سے خلقاً و رُتبتاً و مقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہئے۔" (تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام، از قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند صفحہ 129 نفیس اکیڈمی)

ہم نے ایک نہیں دو نہیں بلکہ متعدد حوالوں سے ثابت کر دیا کہ بزرگانِ امت اس بات پر متفق ہیں کہ امام مہدی آنحضرت ﷺ کے نہ صرف ظل ہونگے بلکہ ظل کامل ہونگے۔ مزید حوالوں کیلئے ہماری کتابیں "احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک" از قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری نیز "مکمل تبلیغی پاکٹ بک" از خالد احمدیت ملک عبدالرحمٰن خادم صاحب دیکھی جا سکتی ہیں۔ آئندہ شمارہ میں منصف کے دیگر اعتراض کا جواب دیا جائے گا۔ (منصور احمد مسرور) ☆☆☆

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن واقعات کی پیشگوئی کی ہے ان میں سے ایک صاف اور صریح اور معرکۃ الآراء غلبۂ روم کی پیشگوئی تھی

بدر کی جنگ کے ساتھ رومی سلطنت کی فتح کا بھی ایک تعلق ہے

جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ مکے کی بات ہے، مکہ کے جو مشرکین تھے، پسند کرتے تھے کہ اہلِ فارس اہلِ روم پر غالب آجائیں کیونکہ یہ اور وہ بت پرست تھے……
جبکہ مسلمان پسند کرتے تھے کہ اہلِ روم اہلِ فارس پر غالب آجائیں اس لیے کہ وہ اہلِ کتاب تھے

عرب کے نبیٔ اُمّی کی پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور عین اس وقت جب مسلمانوں نے بدر کے میدان میں قریش کو شکست دی رومیوں نے ایرانیوں پر غلبہ حاصل کیا مشرقی مقبوضات کا ایک ایک شہر واپس لے لیا اور ایرانیوں کو باسفورس اور نیل کے کناروں سے ہٹا کر پھر دجلہ وفرات کے ساحلوں کی طرف دھکیل دیا

اس زمانے کے بارے میں قرآن کریم میں جو پیشگوئیاں ہیں انہیں بھی دیکھنا چاہئے، والدین خود بھی قرآن کریم پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی یہ پیشگوئیاں دکھائیں کہ کس طرح یہ اسلام کی سچائی پر ایک دلیل ہیں، اسلام کی سچائی کے ثبوت تو ہزاروں ہیں، پس والدین کو بھی اور نوجوانوں کو بھی اپنے علم کو بڑھانے کی ضرورت ہے

اس پیشگوئی کی خوبی یہ ہے کہ اگر آغازِ شکست سے آغازِ فتح تک جوڑیں تو بھی نو برس ہوتے ہیں اور اگر انجامِ شکست سے آغازِ فتح تک جوڑیں تو بھی وہی نو برس ہوں گے

غزوۂ بدر اور غلبۂ روم کی پیشگوئی کا باہمی تعلق اور سورۂ روم میں بیان فرمودہ عظیم الشان پیشگوئی کے بارے میں ایمان افروز تفصیلی بیان

مکرم فراس علی عبدالواحد صاحب یوکے کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22 ستمبر 2023ء بمطابق 22 تبوک 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر دارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

کچھ عرصہ پہلے غزوۂ بدر کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غزوے سے تعلق میں واقعات بیان کیے تھے۔ آج بدر کے حوالے سے ہی بعض متعلقہ باتیں اور واقعات پیش کروں گا۔ ان کا تاریخ میں ذکر ہے اور جاننا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ پہلے خطبات میں ذکر ہو چکا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین روز تک میدانِ بدر میں مقیم رہے۔

تیسرے روز آپؐ نے سواریوں کے کجاوے کسنے کا ارشاد فرمایا۔ میدانِ بدر سے ہی آپؐ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ کو مدینہ کی جانب بدر کی فتح کی خوشخبری کا پیغام دیتے ہوئے بھیجا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف واپسی کا سفر شروع کیا۔ اس فتح نصیب قافلے کے ساتھ قریش مکہ کے ستر قیدی بھی تھے۔ (السیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 420، 425، 426، باب غزوۃ بدر الکبریٰ، دارالمعرفہ بیروت) (صحیح البخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر 3986)

کتبِ تاریخ میں مذکور ہے کہ راستے میں ہی ان میں سے دو قیدیوں کو ان کے سنگین جنگی جرائم کے تحت اس وقت کے عام دستور کے مطابق قتل کر دیا گیا تھا جن میں سے ایک نضر بن حارث اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط تھا۔ لیکن اس پہ سب تاریخ دانوں کا اتفاق نہیں ہے۔

علامہ ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ بدر سے واپسی پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفراء کے مقام پر پہنچے تو نضر بن حارث کو قتل کیا گیا اور حضرت علیؓ نے اسے قتل کیا تھا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 438، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

سیرت حلبیہ میں مذکور ہے کہ نضر حالتِ قید میں تھا کہ اس نے اپنے ساتھی سے کہا: اللہ کی قسم! محمدؐ مجھے قتل کرنے والا ہے کیونکہ اس نے مجھے ایسی نظر سے دیکھا ہے جس میں مجھے موت نظر آئی ہے۔ اس شخص نے نضر سے کہا اللہ کی قسم! ایسا صرف رعب کی وجہ سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو رعب تم پہ پڑا ہے اس کی وجہ سے تمہیں لگ رہا ہے۔ تو نضر نے مصعب بن عمیر سے کہا: اے مصعب! اس شخص کی نسبت تم رحمی رشتہ داری میں میرے زیادہ قریب ہو۔ پس تم اپنے ساتھی سے بات کرو کہ وہ مجھے قیدیوں میں ایک شخص بنا دے۔ اللہ کی قسم! وہ مجھے قتل کرنے والا ہے تو اس پر مصعب نے کہا تم اللہ کی کتاب کے بارے میں فلاں اور فلاں بات کہا کرتے تھے اور تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ اور یہ کہا کرتے تھے اور تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو ایذا اور تکلیف دیا کرتے تھے۔ (السیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 429-430، باب غزوۃ بدر الکبریٰ، دارالمعرفہ بیروت) تو یہ پرانی باتیں تمہارے ساتھ ہیں۔ اگر تم قتل ہو رہے ہو تو اس جرم میں ہو سکتا ہے ہو رہے ہو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ نضر بن حارث کی بہن قُتَیلہ بنت حارث نے اپنے بھائی کی موت پر کچھ اشعار کہے۔ بعض کے نزدیک یہ اس کی بیٹی نے کہے تھے اور بعد میں اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اشعار کا علم ہوا تو آپؐ بہت زیادہ روئے یہاں تک کہ آپؐ کی داڑھی تر ہو گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ اشعار مجھے اس یعنی نضر بن حارث کے قتل سے پہلے پہنچتے تو میں اس پر احسان کرتے ہوئے اسکو معاف کر دیتا۔ (السیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 430، باب غزوۃ بدر الکبریٰ، دارالمعرفہ بیروت) (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 510-511، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

لیکن بعض سیرت نگار اس طرح کے اشعار اور ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی روایت کی تردید کرتے ہیں۔ بعض تو واقعے کی تردید کرتے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیا صحیح ہے۔ اگر واقعی یہ واقعہ ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نرم دل سے یہ اظہار بعید نہیں ہے۔ آپؐ بہت نرم دل کے واقع ہوئے تھے۔ رحم آپؐ کے دل میں تھا۔ اسی طرح نضر بن حارث کے بارے میں یہ بھی روایت آتی ہے کہ وہ قتل نہیں ہوا جیسا کہ مَیں نے کہا بلکہ زندہ رہا تھا اور غزوۂ حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سو اونٹ تالیفِ قلب کے طور پر دیے تھے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، جلد 1، صفحہ 482، دارالکتب العلمیۃ)

پھر میدانِ بدر سے واپسی پر دوسرے قتل کا جو ذکر تاریخ میں آتا ہے وہ عقبہ بن ابی معیط تھا۔ اس کو مدینے کے راستے میں عِرْقِ ظَبْیَہ مقام پر قتل کیا گیا تھا۔ حضرت عاصم بن ثابت انصاریؓ نے عقبہ کو قتل کیا اور ایک روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے اسے قتل کیا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 438-439، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ایک مصنف لکھتا ہے کہ نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط دونوں اسلام کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکانے والوں میں سے تھے اور مسلمانوں پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑنے والوں کے سرغنہ تھے۔ (اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا، جلد 5، صفحہ 490-491، مکتبہ دارالسلام) اس لیے ان کو یہ سزا ملی۔

بہرحال ان دونوں قتل ہونے والوں کے بارے میں خلاصہ یہ ہے کہ دونوں کے بارے میں حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ واقعی ان دونوں قیدیوں کو راستے میں قتل کیا بھی گیا تھا کہ نہیں کیونکہ بعض ایسی روایات بھی ہیں جن میں بڑی وضاحت سے یہ موجود ہے کہ عقبہ بن ابی معیط بدر کے میدان میں ہی قتل ہو گیا تھا۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام، صفحہ 477، دارالکتب العلمیۃ 2001ء)

جبکہ نضر بن حارث کے بارے میں دونوں طرح کی روایات ہیں۔ اسکے قتل کیے جانے کی بھی اور یہ بھی کہ قتل نہیں ہوا تھا بلکہ بعد میں زندہ رہا اور غزوۂ حنین کے موقعے پر اسلام قبول کر لیا تھا گو کہ یہ روایات قدرے کمزور سمجھی جاتی ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں بدر کے قیدیوں میں سے قتل ہونے والے ان دونوں کا جو ذکر کیا ہے وہ اس طرح ہے کہ ”بعض مؤرخین نے قید ہونے والے رؤساء میں عقبہ بن ابی معیط کا نام

بھی بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ماتحت حالتِ قید میں قتل کر دیا گیا تھا مگر یہ درست نہیں ہے۔ حدیث اور تاریخ میں نہایت صراحت کے ساتھ یہ روایت آتی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط میدانِ جنگ میں قتل ہوا تھا۔'' جنگ کے دوران ہوا تھا، قیدی نہیں بنا تھا۔'' اور ان رؤساء مکہ میں سے تھا جن کی لاشیں ایک گڑھے میں دفن کی گئی تھیں، البتہ نضر بن حارث کا حالتِ قید میں قتل کیا جانا اکثر روایات سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو ان بے گناہ مسلمانوں کے قتل کے براہِ راست ذمہدار تھے جو مکہ میں کفار کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ اور اغلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب حارث بن ابی ہالہ جو ابتداء اسلام میں نہایت ظالمانہ طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے قتل کئے گئے تھے، ان کے قتل کرنے والوں میں نضر بن حارث بھی شامل تھا۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ نضر کے سوا کوئی قیدی قتل نہیں کیا گیا اور نہ ہی اسلام میں صرف دشمن ہونے اور جنگ میں خلاف حصہ لینے کی وجہ سے قیدیوں کے قتل کرنے کا دستور تھا، چنانچہ اس کے متعلق بعد میں ایک معیّن حکم بھی قرآن شریف میں نازل ہوا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ گو بہت سی روایات میں نضر بن حارث کے قتل کئے جانے کا ذکر آتا ہے لیکن بعض ایسی روایتیں بھی پائی جاتی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ قتل نہیں کیا گیا تھا بلکہ بدر کے بعد مدت تک زندہ رہا اور بالآخر غزوۂ حنین کے موقعہ پر مسلمان ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو گیا تھا مگر مقدم الذکر'' یعنی پہلی ''روایات کے مقابلہ میں یہ روایتیں عموماً کمزور سمجھی گئی ہیں۔ واللہ اعلم

بہرحال اگر قیدیوں میں سے کوئی شخص قتل کیا گیا تو وہ صرف نضر بن حارث تھا جو قصاص میں قتل کیا گیا تھا اور اس کے متعلق بھی یہ روایت آتی ہے کہ جب اسکے قتل کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بہن کے وہ دردناک اشعار سنے جن میں آپؐ سے رحم کی اپیل کی گئی تھی تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ اشعار مجھے پہلے پہنچ جاتے تو میں نضر کو معاف کر دیتا۔ بہرحال نضر کے سوا کوئی قیدی قتل نہیں کیا گیا۔''

(سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 366-367)

یہ جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا نتیجہ ہے یہ انہوں نے تاریخی کتب سے اخذ کیا۔

غزوۂ بدر میں مشرکین کے بڑے بڑے سرداروں سمیت ستر کفار مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے اور ستر ہی مسلمانوں کے ہاتھوں قیدی ہوئے۔ قیدیوں کی تعداد کے حوالے سے انچاس اور چوہتر کی تعداد کے اقوال بھی ملتے ہیں، بعض روایتیں ہیں لیکن مشہور اور درست ستر کافروں کا گرفتار ہونا ہی ہے۔

(ماخوذ از دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ، جلد 6، صفحہ 245، دارالمعارف لاہور)

تاریخ کی مختلف کتب میں یہ ستر ہی لکھا ہے۔ صحیح بخاری میں ایک روایت میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نے بدر کے دن مشرکوں کے ایک سو چالیس آدمیوں کا نقصان کیا تھا یعنی ستر قیدی اور ستر مقتول تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر 3986)

مشرکین کے قیدی جو جنگِ بدر کے بعد اسلام میں شامل ہوئے انہوں نے اسلام قبول کیا، ان کے بارے میں لکھا ہے کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسیرانِ بدر سے بہت حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ ان قیدیوں میں کچھ خوش نصیب ایسے تھے جو اسلام کی تعلیمات اور صحابہ کرامؓ کے اخلاقِ عالیہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی انہوں نے تفصیل سے لکھے بھی ہیں۔ عباس بن عبدالمطلب، عقیل بن ابوطالب، نوفل بن حارث، ابوالعاص بن ربیع، ابوعزیز ان کا نام زُرارہ بن عُمیر عَبدَری تھا سائب بن ابوحُبَیش، خالد بن ہِشام مخزومی، عبداللہ بن ابوسائب، مُطَّلِب بن حَنْطَب ابووَداعہ سَہمی، عبداللہ بن اُبَیّ بِن خَلَف جُمَحِّی، وَہب بن عُمیر جُمَحّی، سُہَیل بن عمرو عامِری، عبداللہ بن زَمْعَہ جو ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہؓ کے بھائی تھے۔ قیس بن سائِب اور نِسطَاس جو امیہ بن خَلَف کا غلام تھا۔ سائب بن عُبَید۔ ان سب نے بدر کے دن اپنا فدیہ ادا کر کے اسلام قبول کر لیا تھا۔

(سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، جلد 4، صفحہ 78-79، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

بدر کی جنگ کے ساتھ رومی سلطنت کی فتح کا بھی ایک تعلق ہے۔

رومی سلطنت کی فتح کی ہی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی اور اس کا تعلق جیسا کہ مَیں نے کہا جنگِ بدر سے بھی ہے اس لیے یہاں اس کا بیان بھی مناسب ہے۔ نبوت کے پانچویں سال میں سورۂ روم نازل ہوئی جس میں رومی سلطنت کے غلبے کی بابت پیشگوئی کی گئی تھی۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، جلد 7، صفحہ 143، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ ......، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1988ء) (سیرت النبیؐ از علامہ شبلی نعمانی، جلد 2 حصہ سوم، صفحہ 315، ادارہ اسلامیات ستمبر 2002ء)

اس کی تفصیل تو مَیں آگے بیان کروں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الروم کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکے کے اطراف میں اس سورت کی ان آیات کو پڑھتے ہوئے اعلان کرنے لگے کہ الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ فِيْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ (الروم: 2 تا 5) یعنی اہلِ روم مغلوب کیے گئے قریب کی زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد پھر ضرور غالب آجائیں گے تین سے نو سال کے عرصے تک۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ مکّے کی بات ہے، مکّہ کے جو مشرکین تھے پسند کرتے تھے کہ اہلِ فارس اہلِ روم پر غالب آجائیں کیونکہ یہ اور وہ بت پرست تھے۔ فارس کے لوگ، ایرانی لوگ بت پرست تھے، آتش پرست تھے اور مکّے کے لوگ بھی بت پرست تھے۔ وہ پسند کرتے تھے کہ فارس کے لوگ غالب آجائیں اور مسلمان پسند کرتے تھے کہ اہلِ روم اہلِ فارس پر غالب آجائیں اس لیے کہ وہ اہلِ کتاب تھے۔

انہوں نے اس کا ذکر حضرت ابوبکرؓ سے کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا وہ ضرور غالب آجائیں گے یعنی رومی غالب آجائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کا ذکر مشرکین سے کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان اور اپنے درمیان ایک مدت مقرر کر لو یعنی شرط رکھ لو۔ اگر ہم غالب آگئے تو ہمارے لیے یہ اور یہ ہوگا اور اگر تم غالب آگئے تو تمہارے لیے یہ اور یہ ہوگا تو انہوں نے پانچ سال کی مدت رکھی۔ ایک روایت کے مطابق چھ سال کی مدت رکھی۔ شرح سنن الترمذی تحفۃ الاحوذی میں لکھا ہے کہ روم کے فارس پر غلبے کے دن مومن خوش ہوئے اور انہیں اس بات کا علم بدر کے دن ہوا جب جبرئیل علیہ السلام اس غلبے کی خبر کے ساتھ ان کی یعنی مشرکین کے خلاف بدر میں ان کی مدد کی خوشخبری لے کر نازل ہوئے تھے۔ (تحفۃ الاحوذی شرح سنن الترمذی، جلد 2، صفحہ 2169، مکتبہ بیت الافکار الدولیہ) (سنن الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الروم، حدیث 3194) یہ تعلق ہے بدر کے ساتھ اس کا کہ جس دن بدر کی فتح ہوئی ہے اسی دن رومیوں کی فتح کی بھی خوشخبری ملی۔

صحیح بخاری کی ایک روایت ہے، اس کی شرح میں علامہ بدرالدین عینیؒ غلبۂ روم والی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب اہلِ فارس اور اہلِ روم کے درمیان جنگ ہوئی تو مسلمان اہلِ فارس پر اہلِ روم کی فتح کو پسند کرتے تھے کیونکہ وہ اہلِ کتاب تھے۔ اہلِ روم کے ساتھ مسلمانوں کی ہمدردی اس لیے تھی کہ اہلِ روم اہلِ کتاب تھے جبکہ کفار قریش اہلِ فارس کی فتح کو پسند کرتے تھے کیونکہ وہ مجوسی تھے اور کفارِ قریش بھی بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ پس اس بات پر حضرت ابوبکرؓ اور ابوجہل کے درمیان شرط لگ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں بِضع کا لفظ ہے اور بِضع تو نو برس یا سات برس پر اطلاق پاتا ہے۔ پس مدت کو بڑھا دو۔ پھر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پس اہلِ روم غالب آگئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ فِيْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ بِنَصْرِ اللّٰهِ (الروم: 2 تا 6) ترجمہ یہ ہے۔ الٓمّٓ۔ اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ۔ یعنی میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ اہلِ روم مغلوب کیے گئے قریب کی زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد پھر ضرور غالب آجائیں گے۔ تین سے نو سال کے عرصے تک۔ حکم اللہ ہی کا چلتا ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور اس دن مومن بھی اپنی فتوحات سے بہت خوش ہوں گے جو اللہ کی نصرت سے ہوگی۔ اور شعبی کہتے ہیں کہ اس وقت شرط لگانا حلال تھا۔

(ماخوذ از عمدۃ القاری، شرح صحیح البخاری، جلد 7، صفحہ 29، دارالفکر بیروت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن واقعات کی پیشگوئی کی ہے ان میں سے ایک صاف اور صریح اور معرکۃ الآراء غلبۂ روم کی پیشگوئی تھی۔

عرب کے دونوں اطراف میں روم اور فارس کی حکومتیں قائم تھیں۔ اس وقت ایران کا تاجدار خسرو اور روم کا فرمانروا ہرقل تھا۔ ان دونوں سلطنتوں میں ایک مدت سے معرکہ آرائیوں کا سلسلہ قائم تھا۔ بعثت نبویؐ کے پانچویں سال 614ء میں ان دونوں ہمسایہ سلطنتوں میں ایک خونریز جنگ شروع ہوگئی۔ اگرچہ ان دونوں قوموں میں کسی قوم نے مذہبِ اسلام قبول نہیں کیا تاہم رومی حضرت عیسیٰؑ کے پیرو اور اہلِ کتاب تھے اور ایرانیوں کے عقائد مشرکین مکہ کے عقائد کے ساتھ مطابقت رکھتے تھے اس لیے لازمی طور پر مسلمانوں کو رومی عیسائیوں کے ساتھ اور مشرکین مکہ کو ایرانیوں کے ساتھ ہمدردی تھی۔ اس لیے مسلمانوں اور کفار قریش دونوں کو جنگ کے نتیجہ کا شدت

ارشاد باری تعالیٰ

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ
(سورۃ الحج: 31)

ترجمہ: پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو

طالب دعا: بی۔ ایم خلیل احمد ولد مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا (سورۃ النساء: 46)

ترجمہ: اور اللہ دوست ہونے کے لحاظ سے کافی ہے
اور اللہ ہی کافی ہے بطور مددگار

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

کے ساتھ انتظار تھا۔ ان دونوں سلطنتوں کے حدود دریائے دجلہ اور فرات کے کناروں پر آکر ملتے تھے۔ رومی سلطنت مشرق میں ایشیائے کوچک حدود عراق، شام، فلسطین اور مصر میں پھیلی ہوئی تھی۔ ایرانیوں نے دوطرفہ حملہ کیا۔ ایک طرف تو وہ دجلہ اور فرات کے کنارے سے شام کی طرف بڑھے اور دوسری طرف ایشیائے کوچک کی جانب آذربائیجان سے آرمینیا ہوکر موجودہ اناطولیہ میں داخل ہوگئے اور دونوں طرف سے رومیوں کو پیچھے ہٹاتے ہٹاتے سمندر میں ان کو دھکیل دیا۔ شام کی سمت میں انہوں نے یکے بعد دیگرے اس ارضِ مقدس کا ایک ایک شہر رومیوں سے چھین لیا۔ 614ء میں فلسطین اور اس کا مقدس شہر یروشلم ایرانیوں کے زیر سایہ آگیا۔ کنیسوں کو مسمار کر دیا گیا۔ مذہبی شعائر کی توہین کی گئی۔ شہنشاہِ ایران کے قصرِ اقامت کی تیس ہزار مقتول سروں سے آرائش کی گئی، قتل کر کے ان کے سر قصر میں رکھے گئے۔ ایرانی فتوحات کا سیلاب اس سے آگے بڑھ کر 616ء میں پوری وادیٔ نیل یعنی مملکتِ مصر پر محیط ہوگیا اور آخر اسکندریہ کے ساحل پر جا کر تھما اور دوسری طرف تمام ایشیائے کوچک کو زیروزبر کرتا ہوا باسفورس کے ساحل پر جا کر رکا اور قسطنطنیہ کی دیواروں سے جا ٹکرایا۔ شہنشاہِ روم کے دارالسلطنت کے سامنے ایران کے فاتح لشکر نے جا کر اپنے خیمے کھڑے کر دیے اور اب رومیوں کے بجائے عراق و شام اور فلسطین و مصر و ایشیائے کوچک کے وسیع علاقوں میں ایرانی حکومت قائم ہوگئی۔ ہر جگہ آتش کدے تعمیر ہوئے اور مسیح کے بجائے آگ اور سورج کی جبری پرستش کو رواج دیا گیا۔ رومی سلطنت کی اس تباہی کو دیکھ کر رومی شہنشاہ کی وسیع مملکت میں بغاوتیں کھڑی ہوگئیں۔ افریقہ میں بھی شورش ہوئی۔ خود قسطنطنیہ کے قریب یورپ میں مختلف قومیں قتل و غارت گری میں مصروف ہوگئیں۔ غرض اس وقت سلطنت روما کے پرزے پرزے اڑ گئے تھے۔

جنگ کا نتیجہ جب ایسا خلافِ امید ظاہر ہوا تو مسلمانوں کو یقیناً رنج اور کفار کو مسرت حاصل ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں کو طعنہ دیا کہ جس طرح ہمارے بھائی غالب ہوئے ہیں اسی طرح اگر تم ہم سے لڑتے تو ہم بھی غالب ہوتے۔ اس بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کافروں نے کہا ہم مسلمانوں پر غالب ہوجائیں گے۔ اس وقت رومیوں کی جو افسوسناک حالت تھی وہ تو جیسا ہم نے دیکھا بہت بُری حالت تھی۔ وہ اپنے مشرقی مقبوضات کا ایک ایک چپہ کھو چکے تھے۔ خزانہ خالی تھا۔ فوج منتشر تھی۔ ملک میں بغاوتیں پیدا تھیں۔ شہنشاہِ روم ہرقل ہمہ تن عیاش، بے پروا، سست اور مبتلائے اوہام تھا۔ ایسا بڑا بادشاہ تھا جو کسی قابل نہیں تھا۔ ایرانیوں کا فاتح سپہ سالار قسطنطنیہ کے دروازے پر پہنچ کر رومیوں کے سامنے حسبِ ذیل شرائط پیش کرتا ہے کہ رومی باج ادا کریں۔ ایک ہزار ٹالنٹ سونا، ایک ہزار ٹالنٹ چاندی، (ٹالنٹ قدیم یونانی پیمانہ ہے جو آجکل کے تقریباً تیئس کلوگرام وزن کے برابر ہے) ایک ہزار ریشم کے تھان، ایک ہزار گھوڑے اور ایک ہزار کنواری لڑکیاں ایرانیوں کے حوالے کریں۔

رومیوں کی کمزوری کی یہ حالت تھی کہ انہوں نے ان شرمناک شرائط کو قبول کر لیا۔ اس پر بھی جب رومی قاصد شہنشاہِ ایران کے دربار میں مصالحت کا پیغام لے کر گیا تو مغرور خسرو نے جو جواب دیا وہ یہ تھا: ٹھیک ہے تم نے قبول کر لیا لیکن مجھ کو یہ نہیں، جو چیزیں یہ لے کے آیا ہے یہ نہیں، بلکہ خود ہرقل زنجیروں میں بندھا ہوا میرے تخت کے نیچے چاہئے۔ بادشاہ روم جو ہے وہ میرے تخت کے نیچے مجھے چاہئے اور اس وقت تک صلح نہیں کروں گا جب تک شہنشاہِ روم اپنے مصلوب خدا کو چھوڑ کر سورج دیوتا کے آگے سر نہ جھکائے گا۔ عیسائیت سے توبہ نہیں کرے گا۔ تو لکھنے والے نے لکھا ہے کہ کارزارِ عالم کا یہ نقشہ تھا کہ معرکۂ جنگ سے بہت دُور ایک خشک اور بنجر زمین کی سنسان پہاڑی سے ایک شہزادۂ امن نمودار ہوا اور واقعاتِ عالم کے بالکل خلاف یہ پیشگوئی فرمائی جس کی آیتیں میں آگے پڑھوں گا اور جو قرآن شریف میں ہے۔ پس یہ تفصیل میں نے اس لیے بیان کی ہے کہ پیشگوئی کی جو شان ہے اس کا پتہ لگے۔

یہ پیشگوئی کیا تھی جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی پڑھا۔ دوبارہ پڑھتا ہوں: الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ۔ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ (الروم: 2 تا 7) مَیں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ اہلِ روم مغلوب کیے گئے قریب کی زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد پھر ضرور غالب آجائیں گے۔ تین سے نو سال کے عرصے تک۔ حکم اللہ ہی کا چلتا ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور اس دن مومن بھی اپنی فتوحات سے بہت خوش ہوں گے جو اللہ کی نصرت سے ہو گی۔ وہ نصرت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہ کامل غلبہ والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

لکھنے والے نے لکھا ہے کہ یہ پیشگوئی واقعات کے لحاظ سے اس قدر مستبعد اور ناقابلِ یقین تھی یعنی یہ بہت دُور کی بات لگتی تھی کہ کفار نے اس کے صحیح ہونے کی صورت میں کئی اونٹوں کے ہارنے کی مسلمانوں سے شرط لگائی۔ اب مسلمانوں اور کافروں کو بڑی شدت سے واقعات کے پہلو کا انتظار تھا۔ آخر چند سال بعد دنیا نے خلافِ امید پلٹا کھایا۔ تاریخِ زوالِ روم کا مشہور مصنف اور مؤرخ ایڈورڈ گبن (Gibbon) ہرقل کے احوال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ”شہنشاہ جو اپنی ابتدائی اور آخری زندگی میں مستی، عیاشی اور اوہام کا غلام اور رعایا کے مصائب کا نامرد تماشائی تھا۔ جس طرح صبح و شام کا کہر آفتاب نصف النہار کی روشنی سے پھٹ جاتا ہے دفعتاً 621ء میں محلوں کا آرکاڈیوس (Arcadius)، میدانِ جنگ کا سیزر (Caesar) بن گیا۔ یعنی یہی شہنشاہِ روم جو تھا اور روم و ہرقل کی عزت چھ مہمات کے ذریعہ نہایت شاندار طریقے سے بچا لی گئی۔“

انہوں نے آرکاڈیوس کی جو مثال دی ہے یہ رومی سلطنت کا ایک بادشاہ تھا جس کا زمانہ 408 قبل مسیح اور 378 قبل مسیح تک ہے۔ بڑا مضبوط تھا۔ اسی طرح سیزر بھی ایک پرانا فوجی جرنیل تھا۔

بہرحال جس وقت ہرقل اپنی بقیہ فوج لے کر قسطنطنیہ سے چلا لوگوں کو معلوم ہوتا تھا کہ عظیم روما کے آخری لشکر کا منظر دنیا کے سامنے ہے لیکن عرب کے نبیٔ اُمی کی پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور عین اس وقت جب مسلمانوں نے بدر کے میدان میں قریش کو شکست دی رومیوں نے ایرانیوں پر غلبہ حاصل کیا۔ مشرقی مقبوضات کا ایک ایک شہر واپس لے لیا اور ایرانیوں کو باسفورس اور نیل کے کناروں سے ہٹا کر پھر دجلہ و فرات کے ساحلوں کی طرف دھکیل دیا۔

اس عظیم الشان پیشگوئی کی صداقت کے اثر نے دنیا کو محوِ حیرت کر دیا۔ قریش کے بہت سے لوگ اس صداقت کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور جو غیر ہیں وہ اس پیشگوئی کے قائل ہو رہے ہیں۔ اس حیرت ناک پیشگوئی کی سچائی سے متحیر ہو کر واقعہ کے ساڑھے بارہ سو برس کے بعد ایڈورڈ گبن کہتا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مشرق کی دو عظیم الشان سلطنتوں کے ڈانڈے پر بیٹھ کر ان دونوں کی ایک دوسرے کو تباہ کر دینے والی روز افزوں کوششوں کی ترقی کو دلی مسرت کے ساتھ بغور مطالعہ کر رہا تھا اور عین اس وقت جبکہ ایرانیوں کو پیہم کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں اس نے اس پیشگوئی کی جرأت کی کہ چند سال میں فتح و ظفر رومی علم پر سایہ فگن ہوگی۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی تھی کوئی پیشگوئی اس سے زیادہ دُور از قیاس نہیں ہوسکتی تھی۔ یہ یقین ہی کوئی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ہرقل کی بارہ سال کی حکومت نے اس بات کا اعلان کر دیا تھا کہ رومی شہنشاہی کا شیرازہ جلد بکھر جائے گا۔“

ہرقل کی طبیعت میں اس فوری انقلاب اور واقعات کی رُو سے اس حیرت ناک تغیر اور اسکے اسباب کی تفصیل میں تاریخِ روم کے مصنفین نے عجیب عجیب باتیں پیدا کی ہیں لیکن انہیں کیا معلوم، یہ بات علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت النبیؐ میں لکھتے ہیں کہ انہیں کیا معلوم کہ اس خونی معرکے سے دُور ایک پیغمبرانہ ہاتھ رومیوں کی مدد کیلئے دراز تھا اور وہی اس انقلاب اور تغیر کا سب سے بڑا روحانی سبب تھا۔ مستدرک اور جامع ترمذی میں ہے کہ روم و فارس کی جنگ جب شروع ہوئی تو مشرکین ایرانیوں کے طرفدار تھے کیونکہ وہ بھی بت پرست تھے اور مسلمان رومیوں کے طرفدار تھے کیونکہ وہ اہلِ کتاب تھے۔ اس وقت ایرانی روم کو دباتے جا رہے تھے، اس پر سورۂ روم کی پیشگوئی نازل ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے چلّا چلّا کر تمام مشرکین کو یہ پیشگوئی سنائی۔ مشرکین نے کہا کہ اس پیشگوئی کیلئے کوئی سال مقرر کرو۔ حضرت ابوبکرؓ نے پانچ سال کی شرط کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ بِضْعِ سِنِيْنَ کا لفظ تین سے نو تک بولا جاتا ہے۔ اس لیے دس سال سے کم کی مدت مقرر کرنی چاہئے تھی۔ چنانچہ اس تشریح کے مطابق نویں سال غزوۂ بدر کے موقع پر پیشگوئی پوری ہوئی اور رومی غالب آگئے۔

بعض نوجوان اور جوانی میں قدم رکھنے والے بچے بھی پوچھتے ہیں، کئی خط لکھتے ہیں، پچھلے ہفتے بھی بعض خط آئے کہ ہمیں کس طرح پتہ چلے کہ اسلام سچا مذہب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سچے نبی ہیں، باقی نہیں؟ یہاں کے ماحول نے ان پر یہ اثر ڈالنا شروع کر دیا ہے کہ ان کو اسلام کی سچائی کے بارے میں شک پڑنا شروع ہو گیا ہے۔ انہیں اس تاریخ اور غیروں کے اس اظہار سے یقین کر لینا چاہئے اور پھر اس زمانے کے بارے میں قرآن کریم میں جو پیشگوئیاں ہیں انہیں بھی دیکھنا چاہئے۔ والدین خود بھی قرآن کریم پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی یہ پیشگوئیاں دکھائیں کہ کس طرح یہ اسلام کی سچائی پر ایک دلیل ہیں۔ اسلام کی سچائی کے ثبوت تو ہزاروں ہیں۔ پس والدین کو بھی اور نوجوانوں کو بھی اپنے علم کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔

صرف سوال کر دینا کافی نہیں ہے۔ اگر سوال کرنا ہے تو خود علم حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اسی طرح جو ہماری تنظیمیں ہیں، ان کو بھی اس بارے میں بھی ان کو علم دینا چاہئے۔ یہ سوال کئی دفعہ مجھ سے پوچھا گیا ہے۔ بہرحال یہ وضاحت ضروری تھی اس لیے مَیں نے یہاں ذکر کر دیا۔ اب اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔

غزوۂ بدر ہجرت کے پہلے سال اور بعثت کے چودھویں برس پیش آیا تھا۔ اس سے نو برس پہلے بعثت کا پانچواں سال ہوگا۔ اس بنا پر پیشگوئی کا زمانہ پانچ بعثت اور اس کے پورے ہونے کا زمانہ چودہ بعثت یا ایک ہجری ہے۔ بعض لوگوں نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ صلح حدیبیہ کا سال یعنی چھ ہجری بیان کیا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ شاید لوگوں کو اس سے دھوکا ہوا ہے کہ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ قاصدِ نبوی جب اسلام کا دعوت نامہ لے کر

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے

اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا ثواب ملتا ہے

(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے

اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ)

طالب دعا: شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبر کوٹ، صوبہ اڈیشہ)

قیصر کے پاس گیا تواس وقت وہ قیصر فتح کا شکریہ ادا کرنے کیلئے شام آیا ہوا تھا اور معلوم ہے کہ قاصد صلح حدیبیہ کے زمانے میں روانہ ہوئے تھے اس لیے لوگوں نے یہ سمجھا کہ حصولِ فتح کی بھی یہی تاریخ ہے مگر یہ مغالطہ ہے اور بالکل ظاہر ہے کہ فتح کی تاریخ نہیں بلکہ فتح کے جشن کی تاریخ ہے۔

اس وقت وہ جشن منانے کیلئے آیا ہوا تھا۔ بہرحال تاریخ کی مطابقت سے یہ بات ثابت ہے کہ 609ء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ 610ء سے روم اور فارس کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ 613ء میں اعلان جنگ ہوا۔ 614ء سے رومیوں کی شکست کا آغاز ہوا۔ 616ء میں رومی شکست تکمیل کو پہنچ گئی۔ 622ء سے پھر رومیوں نے حملہ شروع کیا۔ 623ء سے ان کی کامیابی کا آغاز ہوا اور 625ء میں ان کی فتح تکمیل کو پہنچ گئی۔ اس ترتیب سے دیکھیں تو ظاہر ہوگا کہ اس پیشگوئی کی خوبی یہ ہے کہ اگر آغاز شکست سے آغازِ فتح تک جوڑیں تو بھی نو برس ہوتے ہیں اور اگر انجام شکست سے آغاز فتح تک جوڑیں تو بھی وہی نو برس ہوں گے۔

اس فتح کی تکمیل کے بعد ہرقل پھر وہی سست اور عیاش قیصر بن گیا جو پہلے تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دستِ قدرت نے صرف اس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے چند سال کے واسطے اس کے دل و دماغ کو بیدار کیا اور دست و بازو کو ہوشیار کر دیا۔ پیشگوئی کی تکمیل کے بعد پھر پہلے کی طرح تعیش اور کاہلی نے اس کو عیش و غفلت کے بستر پر سلا دیا۔ (ماخوذ از سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از علامہ شبلی نعمانی، جلد 2 حصہ سوم، صفحہ 313 تا 316، ادارہ اسلامیات ستمبر 2002ء) (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا، جلد 2، صفحہ 341) (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا، جلد 4، صفحہ 938)

یہ سارا بھی علامہ شبلی نعمانی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔

رومیوں کی فتح کے بارے میں بعض جگہ تاریخ کا جو اختلاف ہے اسے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس طرح حل کیا ہے کہ ’’بعض روایات میں یہ مروی ہوا ہے کہ فتح روم صلح حدیبیہ کے زمانہ میں حاصل ہوئی تھی مگر یہ دونوں روایتیں متضاد نہیں ہیں کیونکہ دراصل روم کی فتح کا زمانہ جنگِ بدر سے لے کر صلح حدیبیہ کے زمانہ تک پھیلا ہوا تھا۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 377)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’آپؐ ابھی مکہ میں ہی تھے کہ عرب میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایرانیوں نے رومیوں کو شکست دے دی ہے۔ اِس پر مکہ والے بہت خوش ہوئے کہ ہم بھی مشرک ہیں اور ایرانی بھی مشرک۔ ایرانیوں کا رومیوں کو شکست دے دینا ایک نیک شگون ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مکہ والے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب آجائیں گے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے بتایا کہ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۔ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۔ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ (الروم: 3 تا 5) رومی حکومت کو شام کے علاقہ میں بے شک شکست ہوئی ہے لیکن اِس شکست کو تم قطعی نہ سمجھو۔ مغلوب ہونے کے بعد رومی پھر 9 سال کے اندر غالب آجائیں گے۔ اِس پیشگوئی کے شائع ہونے پر مکہ والوں نے بڑے بڑے قہقہے لگائے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بعض کفار نے سو سو اونٹ کی شرط باندھی کہ اگر اتنی شکست کھانے کے بعد بھی روم ترقی کر جائے تو ہم تمہیں سو اونٹ دیں گے اور اگر ایسا نہ ہوا تو تم ہمیں سو اونٹ دینا۔ بظاہر اِس پیشگوئی کے پورا ہونے کا امکان دُور سے دُور تر ہوتا چلا جا رہا تھا۔ شام کی شکست کے بعد رومی لشکر متواتر کئی شکستیں کھا کر پیچھے ہٹتا گیا یہاں تک کہ ایرانی فوجیں بحیرہ مارمورا (Marmara Sea) کے کناروں تک پہنچ گئیں۔ قسطنطنیہ اپنی ایشیائی حکومتوں سے بالکل منقطع ہوگیا اور روم کی زبردست حکومت ایک ریاست بن کر رہ گئی مگر خدا کا کلام پورا ہونا تھا اور پورا ہوا۔

انتہائی مایوسی کی حالت میں روم کے بادشاہ نے اپنے سپاہیوں سمیت آخری حملہ کیلئے قسطنطنیہ سے خروج کیا اور ایشیائی ساحل پر اتر کر ایرانیوں سے ایک فیصلہ کن جنگ کی طرح ڈالی۔ رومی سپاہی باوجود تعداد اور سامان میں کم ہونے کے قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق ایرانیوں پر غالب آئے۔ ایرانی لشکر ایسا بھاگا کہ ایران کی سرحدوں سے ورے اس کا قدم کہیں بھی نہ ٹھہرا اور پھر دوبارہ رومی حکومت کے افریقی اور ایشیائی مفتوحہ ممالک اس کے قبضہ میں آگئے۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 445)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوجہل سے شرط لگائی اور قرآن شریف کی وہ پیشگوئی مدار شرط رکھی کہ الٓمّٓ ۔ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۔ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۔ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ (الروم: 2 تا 5) اور تین برس کا عرصہ ٹھہرایا تو آپؐ پیشگوئی کی صورت کو دیکھ کر فی الفور دُور اندیشی کو کام میں لائے اور شرط کی کسی قدر ترمیم کرنے کیلئے ابوبکر صدیق کو حکم فرمایا اور فرمایا کہ بِضۡعِ سِنِیۡنَ کا لفظ مجمل ہے اور اکثر نو برس تک اطلاق پاتا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 310-311)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرتؐ کے زمانہ میں ایرانی لوگ مشرک تھے اور قیصرِ روم جو کہ عیسائی تھا دراصل موحّد تھا‘‘ اور یہ بھی ایک وجہ ہے مسلمانوں کی ملنے کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ قیصر روم جو عیسائی تھا دراصل موحد تھا ’’اور مسیح کو ابن اللہ نہیں مانتا تھا اور جب اس کے سامنے مسیح کا وہ ذکر جو قرآن میں درج ہے پیش کیا گیا تو اس نے کہا کہ میرے نزدیک مسیح کا درجہ اس سے ذرہ بھی زیادہ نہیں جو قرآن نے بتلایا ہے۔ حدیث میں بھی اسکی گواہی بخاری میں موجود ہے کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی کلام ہے جو کہ توریت میں ہے اور اسکی حیثیت نبوت سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی کہ الٓمّٓ ۔ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۔ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۔ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ (الروم: 2 تا 5) یعنی روم اب مغلوب ہو گیا ہے مگر تھوڑے عرصہ میں (9 سال میں) پھر غالب ہوگا۔ عیسائی لوگ نہایت شرارت سے کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے دونوں طاقتوں کا اندازہ کرلیا تھا اور پھر فراست سے یہ پیشگوئی کر دی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح مسیح بھی بیماروں کو دیکھ کر اندازہ کرلیا کرتا تھا جو اچھے ہونے کے قابل نظر آتے تھے ان کا سلبِ امراض کر دیتا۔‘‘ یہاں پھر موازنہ کر رہے ہیں اور پھر آپؑ نے اصل میں ان کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ ’’اس طرح تو سارے معجزات ان کے ہاتھ سے جاتے ہیں۔ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اس دن مومنوں کو دو خوشیاں ہوں گی ایک تو جنگِ بدر کی فتح دوسرے روم والی پیشگوئی کے پورا ہونے کی۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 298-299، ایڈیشن 2022ء)

اگر یہ اعتراض ہے کہ جنگ کو دیکھ لیا تھا تو جنگِ بدر میں تو حالات ایسے نہیں تھے۔ اس کی فتح کی خوشخبری بھی تو ساتھ ہی تھی اور یہ دونوں خوشخبریاں اکٹھی ملیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ ’’قرآن شریف بہت سی پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے جیسا کہ روم اور ایران کی سلطنت کی نسبت ایک زبردست پیشگوئی قرآن شریف میں موجود ہے۔ اور یہ اس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ مجوسی سلطنت نے ایک لڑائی میں رومی سلطنت پر فتح پائی تھی اور کچھ زمین ان کے ملک کی اپنے قبضہ میں کر لی تھی تب مشرکینِ مکہ نے فارسیوں کی فتح اپنے لیے ایک نیک فال سمجھی تھی اور اس سے یہ سمجھا تھا کہ چونکہ فارسی سلطنت مخلوق پرستی میں ہمارے شریک ہے ایسا ہی ہم بھی اس نبی کا استیصال کریں گے جس کی شریعت اہلِ کتاب سے مشابہت رکھتی ہے۔ تب خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ پیشگوئی نازل فرمائی کہ آخر کار رومی سلطنت کی فتح ہوگی اور چونکہ روم کی فتح کی نسبت یہ پیشگوئی ہے اس لئے اس سورت کا نام سورۃ الروم رکھا گیا ہے اور چونکہ عرب کے مشرکوں نے مجوسیوں کی سلطنت کی فتح کو اپنی فتح کیلئے ایک نشان سمجھ لیا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں یہ بھی فرما دیا کہ جس روز پھر روم کی فتح ہوگی اس روز مسلمان بھی مشرکوں پر فتحیاب ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔

اس بارہ میں قرآن شریف کی آیت یہ ہے۔ الٓمّٓ ۔ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۔ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۔ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ (الروم: 2 تا 5) (ترجمہ) مَیں خدا ہوں جو سب سے بہتر جانتا ہوں۔ رومی سلطنت بہت قریب، زمین میں مغلوب ہوگئی ہے اور وہ لوگ پھر نو سال تک تین سال کے بعد مجوسی سلطنت پر غالب ہو جائیں گے اس دن مومنوں کے لئے بھی ایک خوشی کا دن ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور تین سال کے بعد نو سال کے اندر پھر رومی سلطنت ایرانی سلطنت پر غالب آگئی اور اسی دن مسلمانوں نے بھی مشرکوں پر فتح پائی کیونکہ وہ دن بدر کی لڑائی کا دن تھا جس میں اہل اسلام کو فتح ہوئی تھی۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 320)

پھر فرمایا ’’اب غور کر کے دیکھو کہ یہ کیسی حیرت انگیز اور جلیل القدر پیشگوئی ہے۔ ایسے وقت میں یہ پیشگوئی کی گئی جب مسلمانوں کی کمزور اور ضعیف حالت خود خطرہ میں تھی۔ نہ کوئی سامان تھا نہ طاقت تھی۔ ایسی حالت میں مخالف کہتے تھے کہ یہ گروہ بہت جلد نیست و نابود ہو جائے گا۔ مدت کی قید بھی اس میں لگا دی اور پھر یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ کہہ کر دوہری پیشگوئی بنا دی یعنی جس روز رومی فارسیوں پر غالب آئیں گے اسی دن مسلمان بھی بامراد ہو کر خوش ہوں گے۔ چنانچہ جس طرح پر یہ پیشگوئی کی تھی اسی طرح بدر کے روز یہ پوری ہوگئی۔ ادھر رومی غالب آئے اور ادھر مسلمانوں کو فتح ہوئی۔‘‘ (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 387، ایڈیشن 2022ء)

بہرحال یہ سلسلہ ابھی چلے گا۔ یہ واقعات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہیں۔ باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔ نماز کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم فراس علی عبدالواحد صاحب (یو.کے) کا ہے۔ یہ گذشتہ دنوں سینتالیس سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ یہ عراقی الاصل تھے اور 2012ء میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ قرآن کریم بھی انہوں نے حفظ کر لیا تھا۔ بچپن میں ہی کیا ہوا تھا۔ بڑے ہوئے تو متشدد دینی راہ اختیار کرتے ہوئے بہت متشدّد قسم کے مسلمان ہو گئے تھے۔ انہوں نے گھر کا ٹی وی بھی بیچ دیا کہ یہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدائے تعالیٰ اپنی طرف آنے والے کی سعی اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 124)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 125)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

دیکھنا حرام ہے۔ سب تصویریں گھر کی پھاڑ دیں کہ یہ بھی حرام ہیں۔ ایک اچھے آرٹسٹ تھے۔ یعنی جب کسی مولوی کے تحت رہ کے دین کا علم حاصل کیا تو بالکل ہی fanatic ہو گئے اور ہر قسم کی تصویریں بنانے سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی۔ لیکن ان کے دل میں شکوک تھے کہ پتہ نہیں میں صحیح ہوں کہ نہیں۔ اسلام سچا ہے کہ نہیں؟ ایک عیسائی کلاس فیلو ان کا دوست تھا۔ کچھ عرصے کے بعد اس سے متاثر ہو گئے اور اسلام کے بارے میں جو شکوک تھے اور جو سوالات تھے ان کے جوابات نہ ملنے کی وجہ سے پھر یہ عیسائی ہو گئے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پھر جوش میں آئی تو پھر انہوں نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔ بہر حال یہ اچھے محنتی تھے، پڑھنے والے تھے۔ یونیورسٹی آف بصرہ سے انہوں نے ڈگری حاصل کی۔ وہاں کے کالج آف بزنس ایڈمنسٹریشن اور اکنامکس میں تعلیم حاصل کی۔ زبانیں سیکھنے کا شوق تھا۔ اس لیے انہوں نے اچھی انگریزی زبان سیکھی۔ فرنچ بھی سیکھی، سپینش سیکھی، جرمن سیکھی اور کسی قدر رشین زبان بھی جانتے تھے۔ 2009ء میں یہ اپنی اہلیہ کے ساتھ یہاں یوکے شفٹ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہاں انہیں ایک بیٹی بھی دی۔ برطانیہ پہنچنے کے بعد فراس صاحب نے اتفاقاً ایم ٹی اے العربیہ دیکھا اور اس پر انہیں ان کے سوالات کے جوابات ملنے شروع ہو گئے۔ آخر ان کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اس حد تک گھر کر گئی کہ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھے گئے قصائد گنگناتے رہتے تھے۔ اسی دوران انہوں نے رؤیا میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ایک بڑی سفید مسجد میں خطاب فرما رہے ہیں اور آپؒ کے چہرہ مبارک سے نور نکل رہا ہے۔ پھر بعد میں ایک خوبصورت نوجوان کو دیکھا جو اخباری نمائندے کی طرح مائیکروفون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت خوبصورت ناموں سے ذکر کرتے ہوئے لوگوں کو آپ کی اتباع کرنے کی تلقین کر رہا تھا۔ آخر انہوں نے اس بنا پر 2012ء میں بیعت کر لی۔ شیفلیڈ (Sheffield) کے ڈاکٹر بلال طاہر صاحب سے ان کا رابطہ ہوا۔ ان کے ذریعہ سے انہوں نے بیعت کی درخواست بھجوائی۔ پھر ان کے ساتھ مل کر سلسلے کی مختلف کتب اور سوال و جواب کا مطالعہ کیا اور بہت جلد جماعتی افکار و عقائد کی تبلیغ اور اعتراضات کے جواب دینے اور جماعت کا مؤثر علمی دفاع کرنے لگ گئے۔

اردن سے یزن رَبَابَعَہ صاحب لکھتے ہیں کہ برادرم فراس عبدالواحد صاحب بہت اچھے احمدی تھے۔ جماعتی کتب کا مطالعہ کرتے۔ معاندین اور مرتدّین کو جواب دیا کرتے تھے۔ وہ حقیقی طور پر اسلام احمدیت کا دفاع کرنے والے تھے۔ فیس بک پر احمدی احباب ان کو فارس احمدیت یعنی احمدیت کا گھڑ سوار جنگجو کہتے تھے۔ میری آنکھیں ان کا ذکر کرتے ہوئے نم ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

تمیم ابو دقہ صاحب لکھتے ہیں کہ فراس صاحب غیر معمولی محقق اور عربی اور انگریزی میں ترجمہ کرنے اور لکھنے کی بہترین صلاحیت رکھتے تھے۔ جماعتی ویب سائٹ پر سوالوں کے جواب دینے والی ٹیم کے سرگرم ممبر تھے۔ ان کے جوابات ہمیشہ مکمل اور مدلّل ہوا کرتے تھے جن کی تائید میں وہ جماعتی اور غیر جماعتی عربی اور انگریزی وساطت سے حوالے بیان کیا کرتے تھے۔ بعض عرب مرتدین اور منافقین نے جب فتنہ کھڑا کیا تو مرحوم فراس صاحب ان کے اعتراضات کے جواب دینے والوں اور ان کا مقابلہ کرنے والوں کی صف اوّل میں شامل تھے۔ اپنے کامل ایمان اور محبت کی وجہ سے بڑی شدت سے جماعت اور خلافت کا دفاع کرتے تھے۔

ڈاکٹر ایمن عودہ صاحب کہتے ہیں کہ مرحوم بھائی فراس عبدالواحد کو ان کے وسیع علم اور غیر معمولی ذہانت، ان کے مضامین اور تحریروں کے حوالے سے خاص طور پر جانتے تھے۔ انہیں جماعت میں شامل ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا پھر بھی انہوں نے نہایت قلیل عرصے میں جماعتی افکار و عقائد کے بارے میں گہرا علم حاصل کر کے اپنے مؤثر جوابات سے مخالفین کے منہ بند کر دیے تھے۔ مرحوم کو چند سال قبل ہماری عربی ویب سائٹ پر سوالوں کے جواب دینے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی جسے انہوں نے آخری وقت تک بڑی تندہی سے نبھایا۔ بڑی لگن اور خلوص سے کام کیا۔ سوال و جواب کی عربی ویب سائٹ ''بساط احمدی'' پر ان کے تقریباً آٹھ سو آرٹیکل یا اعتراضات کے جوابات ان کی گہری علمی شخصیت ہونے اور جماعتی افکار و عقائد کو پھیلانے اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب دینے کی لگن کی گواہی دیتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ ان کی اہلیہ اور بچی کا بھی کفیل ہو۔ صبر اور حوصلہ انہیں عطا فرمائے۔ ان کی نیک خواہشات اپنے اہل و عیال کیلئے قبول فرمائے۔ دعائیں قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ جماعت کو بھی ان جیسے مزید نعم البدل عطا فرمائے۔ نماز کے بعد ان شاء اللہ جیسا کہ مَیں نے کہا نماز جنازہ ادا کروں گا۔

......☆......☆......☆......

دیارِ مسیح

نصر الحق نصر نیپالی، معلم سلسلہ وقف جدید ارشاد

آکے دربارِ مسیحا میں سکوں ملتا ہے
قادیاں دارالاماں بھی ہے یوں ملتا ہے

ابن آدم ہیں سبھی جن وبشر خرد و کلاں
کوئی اعلیٰ ہوکہ ادنیٰ ہو، خوں ملتا ہے

عجیب رشتۂ روحانی ہے احمدیت کا
کسی بھی خطہّ کے ہوں سوزِ دروں ملتا ہے

ہمیں ہیں مثل صحابہ، کہ ہیں غلام مسیح
مخالفیں کے بھی سب حال زبوں ملتا ہے

جو عشق یار یگانہ میں خود کو کھوتے ہیں
کسی قدر انہیں قدرت کن فیکوں ملتا ہے

ہمیشہ خدمت دیں ہے ہمارا اولیں مقصد
ہمارا کچھ بھی ملےنہ ملے جنوں ملتا ہے

سحر زدہ ہیں سبھی از رخِ حضورِ انور
جہانِ احمدیت کا نصر، فسوں ملتا ہے

منگنی پر مٹھائی تقسیم کرنا جائز ہے مگر آتش بازی اور تماشا وغیرہ بالکل منع ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''نسبتوں کی تقریب پر جو شکر وغیرہ بانٹتے ہیں دراصل یہ بھی اسی غرض کیلئے ہوتی ہے کہ دوسرے لوگوں کو خبر ہو جاوے اور پیچھے کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔ مگر اب یہ اصل مطلب مفقود ہو کر اس کی جگہ صرف رسم نے لے لی ہے۔ اور اس میں بہت سی باتیں اَور پیدا کی گئی ہیں۔ پس ان کو رسوم نہ قرار دیا جاوے بلکہ یہ رشتہ ناطہ کو جائز کرنے کیلئے ضروری امور ہیں۔ یاد رکھو جن امور سے مخلوق کو فائدہ پہنچا ہے شرع اس پر ہرگز زد نہیں کرتی کیونکہ شرع کی خود یہ غرض ہے کہ مخلوق کو فائدہ پہنچے۔ آتش بازی اور تماشا وغیرہ یہ بالکل منع ہیں کیونکہ اس سے مخلوق کو کوئی فائدہ بجز نقصان کے نہیں ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 310)

اعلان ولادت

خاکسار کی بیٹی عزیزہ سیدہ طوبیٰ فرحت زوجہ مکرم محمد اسد اللہ قریشی صاحب (کارکن وکالت علیاء تحریک جدید قادیان) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 5 / اکتوبر 2023ء بروز جمعرات بمطابق 19 / ربیع الاوّل 1445 ہجری قمری پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولودہ کا نام ''ناعمہ فضل'' تجویز فرماتے ہوئے بچی کو از راہ شفقت وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم مولوی قریشی محمد فضل اللہ صاحب مرحوم سابق نائب ناظر نشر و اشاعت کی پوتی ہے۔ قارئین بدر سے بچی کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور نیک، صالحہ، خادمہ دین ہونے نیز والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(سید کلیم الدین احمد، مربی و قاضی سلسلہ عالیہ احمدیہ مرکزیہ قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف ✿ جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں ✿ ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

طالب دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یا الٰہی! ترا فرقاں ہے کہ اک عالَم ہے ✿ جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ✿ مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

قبائل نجد اور یہود کے ساتھ جنگ کا آغاز
حضرت فاطمہؓ اور حفصہؓ کی شادی بعض متفرق واقعات
غزوہ قرقرۃ الکدر شوال 2 ہجری

یہ بتایا جاچکا ہے کہ ہجرت کے بعد قریش مکہ نے مختلف قبائل عرب کا دورہ کرکے بہت سے قبائل کو مسلمانوں کا جانی دشمن بنادیا تھا۔ان قبائل میں طاقت اور جتھے کے لحاظ سے زیادہ اہم عرب کے وسطی علاقہ نجد کے رہنے والے دو قبیلے تھے۔جن کا نام بنوسلیم اور بنو غطفان تھا اور قریش مکہ نے ان دو قبائل کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ساتھ گانٹھ کر مسلمانوں کے خلاف کھڑا کردیا تھا۔چنانچہ سرولیم میور لکھتے ہیں کہ

”قریش مکہ نے اب اپنی توجہ اس نجدی علاقہ کی طرف پھیری اور اس علاقہ کے قبائل کے ساتھ آگے سے بھی زیادہ گہرے تعلقات قائم کرلئے اور اس وقت کے بعد قبائل سلیم وغطفان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سخت دشمن ہوگئے اور ان کی اس دشمنی نے مسلمانوں کے خلاف عملی صورت اختیار کرلی۔چنانچہ قریش کی اشتعال انگیزی اور ابوسفیان کے عملی نمونہ کے نتیجہ میں انہوں نے مدینہ پر حملہ آور ہونے کی تجویز پختہ کرلی۔“

چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے واپس تشریف لائے تو ابھی آپؐ کو مدینہ میں پہنچے ہوئے صرف چند دن ہی ہوئے تھے کہ آپؐ کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ قبائل سلیم وغطفان کا ایک بڑا لشکر مدینہ پر حملہ آور ہونے کی نیت سے قرقرۃ الکدر میں جمع ہورہا ہے۔جنگ بدر کے اس قدر قریب اس اطلاع کا آنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جب قریش کا لشکر مسلمانوں کے خلاف حملہ آور ہونے کی نیت سے مکہ سے نکلا تھا تو رؤساء قریش نے اسی وقت قبائل سلیم وغطفان کو یہ پیغام بھیج دیا ہوگا کہ تم دوسری طرف سے مدینہ پر حملہ آور ہوجاؤ۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ جب ابوسفیان اپنے قافلہ کے ساتھ بچ کر نکل گیا، تو اس نے کسی قاصد وغیرہ کے ذریعہ ان قبائل کو مسلمانوں کے خلاف نکلنے کی تحریک کی ہو۔ بہرحال ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے فارغ ہوکر مدینہ میں پہنچے ہی تھے کہ یہ وحشتناک اطلاع موصول ہوئی کہ قبائل سلیم وغطفان مسلمانوں پر حملہ کرنے والے ہیں۔یہ خبر سن کر آپ فوراً صحابہ کی ایک جمعیت کو ساتھ لے کر پیش بندی کے طور پر نجد کی طرف روانہ ہوگئے، لیکن جب آپ کئی دن کا تکلیف دہ سفر طے کرکے موضع الکدر کے قرقرہ یعنی چٹیل میدان میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ بنوسلیم اور بنوغطفان کے لوگ لشکر اسلام کی آمد آمد کی خبر پاکر پاس کی پہاڑیوں میں جا چھپے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی تلاش میں مسلمانوں کا ایک دستہ روانہ فرمایا اور خود بطن وادی کی طرف بڑھے، مگر ان کا کچھ سراغ نہیں ملا۔البتہ ان کے اونٹوں کا ایک بڑا گلہ ایک وادی میں چرتا ہوا مل گیا، جس پر قوانین جنگ کے ماتحت صحابہ نے قبضہ کرلیا اور اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ کو واپس لوٹ آئے۔ ان اونٹوں کا چرواہا ایک یسار نامی غلام تھا، جو اونٹوں کے ساتھ قید کرلیا گیا تھا۔اس شخص پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا ایسا اثر ہوا کہ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ وہ مسلمان ہوگیا اور گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب عادت اسے بطور احسان کے آزاد کردیا مگر وہ مرتے دم تک آپ کی خدمت سے جدا نہیں ہوا۔

غزوہ سویق ذوالحجہ 2 ہجری

بدر کے نتیجہ میں جو ماتم مکہ میں بپا ہوا تھا اس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔قریباً سارے رؤساء قریش قتل ہوچکے تھے اور اب مکہ کی ریاست ابوسفیان بن حرب کے حصہ میں آئی تھی۔چنانچہ بدر کے بعد ابوسفیان نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مقتولین بدر کا انتقام نہ لے لے گا کبھی اپنی بیوی کے پاس نہ جائے گا اور نہ کبھی اپنے بالوں کو تیل لگائے گا۔چنانچہ بدر کے دو تین ماہ بعد ذوالحجہ کے مہینہ میں ابوسفیان دوسو مسلح قریش کی جمعیت کو اپنے ساتھ لے کر مکہ سے نکلا اور نجدی راستہ کی طرف سے ہوتا ہوا مدینہ کے پاس پہنچ گیا۔یہاں پہنچ کر اس نے اپنے لشکر کو تو مدینہ سے کچھ فاصلہ پر چھوڑا اور خود رات کی تاریکی کے پردہ میں چھپتا ہوا یہودی قبیلہ بنونضیر کے رئیس حیی بن اخطب کے مکان پر پہنچا اور اس سے امداد چاہی، مگر چونکہ اس کے دل میں اپنے عہدوپیمان کی کچھ یاد باقی تھی اس نے انکار کیا۔پھر ابوسفیان اسی طرح چھپتا ہوا بنونضیر کے دوسرے رئیس سلام بن مشکم کے مکان پر گیا اور اس سے مسلمانوں کے خلاف اعانت کا طلب گار ہوا۔اس بدبخت نے کمال جرأت کے ساتھ سارے عہدوپیمان کو بالائے طاق رکھ کر ابوسفیان کی بڑی آؤ بھگت کی اور اسے اپنے پاس رات کو مہمان رکھا اور اس سے مسلمانوں کے حالات کے متعلق مخبری کی۔صبح ہونے سے قبل ابوسفیان وہاں سے نکلا اور اپنے لشکر میں پہنچ کر اس نے قریش کے ایک دستے کو مدینہ کے قریب عریض کی وادی میں چھاپہ مارنے کیلئے روانہ کردیا۔یہ وہ وادی تھی جہاں ان ایام میں مسلمانوں کے جانور چرا کرتے تھے اور جو مدینہ سے صرف تین میل پر تھی اور غالباً اسکا حال ابوسفیان کو سلام بن مشکم سے معلوم ہوا ہوگا۔جب قریش کا یہ دستہ وادیٔ عریض میں پہنچا تو خوش قسمتی سے اس وقت مسلمانوں کے جانور وہاں موجود نہ تھے۔البتہ ایک مسلمان انصاری اور اس کا ایک ساتھی اس وقت وہاں موجود تھے۔قریش نے ان دونوں کو پکڑ کر ظالمانہ طور پر قتل کردیا۔اور پھر کھجوروں کے درختوں کو آگ لگا کر اور وہاں کے مکانوں اور جھونپڑوں کو جلا کر ابوسفیان کی قیام گاہ کی طرف واپس لوٹ گئے۔ ابوسفیان نے اس کامیابی کو اپنی قسم کے پورا ہونے کیلئے کافی سمجھ کر لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے حملہ کی اطلاع ہوئی تو آپؐ صحابہ کی ایک جماعت ساتھ لے کر اسکے تعاقب میں نکلے، مگر چونکہ ابوسفیان اپنی قسم کے ایفاء کو مشکوک نہیں کرنا چاہتا تھا، وہ ایسی سراسیمگی کے ساتھ بھاگا کہ مسلمان اس کے لشکر کو پہنچ نہیں سکے اور بالآخر چند دن کی غیر حاضری کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس لوٹ آئے۔اس غزوہ کو غزوہ سویق کہتے ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ جب ابوسفیان مکہ کو واپس لوٹا تو تعاقب کے خیال کی وجہ سے کچھ تو گھبراہٹ میں اور کچھ اپنا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے وہ اپنا سامان رسد جو زیادہ تر سویق یعنی ستو کے تھیلوں پر مشتمل تھا راستہ میں پھینکتا گیا تھا۔

عیدالاضحیٰ ذوالحجہ 2 ہجری

عیدالفطر کے ذکر میں اسلامی عیدوں کا فلسفہ بیان کیا جاچکا ہے۔اسی سال ماہ ذی الحجہ میں دوسری اسلامی عید یعنی عیدالاضحیٰ مشروع ہوئی جو ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو تمام اسلامی دنیا میں منائی جاتی ہے۔اس عید میں علاوہ نماز کے جو ہر سچے مسلمان کی حقیقی عید ہے، ہر ذی استطاعت مسلمان کیلئے واجب ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے کوئی چوپایہ جانور قربان کرکے اسکا گوشت اپنے عزیز واقارب اور دوستوں اور ہمسایوں اور دوسرے لوگوں میں تقسیم کرے اور خود بھی کھائے۔ چنانچہ عیدالاضحیٰ کے دن اور اس کے بعد دو دن تک تمام اسلامی دنیا میں لاکھوں کروڑوں جانور فی سبیل اللہ قربان کئے جاتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں کے اندر عملی طور پر اس عظیم الشان قربانی کی یاد زندہ رکھی جاتی ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؑ نے پیش کی اور جس کی بہترین مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تھی اور ہر ایک مسلمان کو ہوشیار کیا جاتا ہے کہ وہ بھی اپنے آقا ومالک کی راہ میں اپنی جان اور مال اور اپنی ہر ایک چیز قربان کردینے کے واسطے تیار ہے۔ یہ عید بھی عیدالفطر کی طرح ایک عظیم الشان اسلامی عبادت کی تکمیل پر منائی جاتی ہے اور وہ عبادت حج ہے جس کا ذکر انشاء اللہ اپنے موقع پر آئے گا۔

حضرت فاطمہؓ کا نکاح ذوالحجہ 2 ہجری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے بیان میں حضرت فاطمہؓ کا ذکر گزر چکا ہے.جمہور مؤرخین کے قول کے مطابق حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں جو حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئی۔اور آپؐ اپنی اولاد میں سب سے زیادہ حضرت فاطمہؓ کو عزیز رکھتے تھے۔ اور اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے وہی اس امتیازی محبت کی سب سے زیادہ اہل تھیں۔اب ان کی عمر کم وبیش پندرہ سال کی تھی اور شادی کے پیغامات آنے شروع ہوگئے تھے۔سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کیلئے حضرت ابوبکرؓ نے درخواست کی، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کردیا۔پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا مگر ان کی درخواست بھی منظور نہ ہوئی۔اس کے بعد ان دونوں بزرگوں نے یہ سمجھ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ حضرت علیؓ کے متعلق معلوم ہوتا ہے حضرت علیؓ سے تحریک کی کہ تم فاطمہؓ کے متعلق درخواست کردو۔ حضرت علیؓ نے جو غالباً پہلے سے خواہش مند تھے مگر بوجہ حیا خاموش تھے فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست پیش کردی۔ دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی وحی کے ذریعہ یہ اشارہ ہوچکا تھا کہ حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہونی چاہئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے درخواست پیش کی تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے تو اسکے متعلق پہلے سے خدائی اشارہ ہوچکا ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا وہ بوجہ حیا کے خاموش رہیں۔ یہ ایک طرح سے اظہار رضا تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کو جمع کرکے حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کا نکاح پڑھ دیا۔ یہ 2 ہجری کی ابتداء یا وسط کا واقعہ ہے۔اسکے بعد جنگ بدر ہوچکی تو غالباً ماہ ذوالحجہ 2 ہجری میں رخصتانہ کی تجویز ہوئی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلا کر دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر کی ادائیگی کیلئے کچھ ہے یا نہیں؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ زرہ کیا ہوئی جو میں نے اس دن (یعنی بدر کے مغانم میں سے) تمہیں دی تھی؟ حضرت علی نے عرض کیا وہ تو ہے۔آپؐ نے فرمایا: بس وہی لے آؤ۔ چنانچہ یہ زرہ چار سواسی درہم میں فروخت کردی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رقم میں سے شادی کے اخراجات مہیا کئے۔ جو جہیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو دیا وہ ایک بیل دار چادر، ایک چمڑے کا گدیلا جس کے اندر کھجور کے خشک پتے بھرے ہوئے تھے اور ایک مشکیزہ تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کے جہیز میں ایک چکی بھی دی تھی۔ جب یہ سامان ہوچکا تو مکان کی فکر ہوئی۔حضرت علیؓ اب تک غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد کے کسی حجرہ وغیرہ میں رہتے تھے مگر شادی کے بعد یہ ضروری تھا کہ کوئی الگ مکان ہو جس میں خاوند بیوی رہ سکیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے ارشاد فرمایا کہ اب تم کوئی مکان تلاش کرو جس میں تم دونوں رہ سکو۔حضرت علی نے عارضی طور پر ایک مکان کا انتظام کیا اور اس میں حضرت فاطمہؓ کا رخصتانہ ہوگیا۔اسی دن رخصتانہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور تھوڑا سا پانی منگا کر اس پر دعا کی اور پھر وہ پانی حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ ہردو پر یہ الفاظ فرماتے ہوئے چھڑکا۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا نَسْلَهُمَا۔ یعنی ”اے میرے اللہ! تو ان دونوں کے باہمی تعلقات میں برکت دے اور ان کے ان تعلقات میں برکت دے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ قائم ہوں اور ان کی نسل میں برکت دے۔“ اور پھر آپؐ اس نئے جوڑے کو اکیلا چھوڑ کر واپس تشریف لے آئے۔اس کے بعد جو ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حارثہ بن نعمان انصاری کے پاس چند ایک مکانات ہیں آپؐ ان سے فرماویں کہ وہ اپنا کوئی مکان خالی کردیں۔آپؐ نے فرمایا وہ ہماری خاطر اتنے مکانات پہلے ہی خالی کرچکے ہیں، اب مجھے تو انہیں کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔حارثہ کو کسی طرح اس کا علم ہوا تو وہ بھاگے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرا جو کچھ ہے وہ حضور کا ہے اور واللہ جو چیز آپؐ مجھ سے قبول فرمالیتے ہیں وہ مجھے زیادہ خوشی پہنچاتی ہے بہ نسبت اس چیز کے جو میرے پاس رہتی ہے اور پھر اس مخلص صحابی نے باصرار اپنا ایک مکان خالی کروا کے پیش کردیا اور حضرت علیؓ اور فاطمہؓ وہاں اٹھ گئے۔

اس جگہ یہ ذکر بھی بے موقع نہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد میں صرف حضرت فاطمہؓ ہی آپؐ کی وفات کے بعد زندہ رہیں باقی سب بچے آپؐ کی زندگی میں فوت ہوگئے تھے۔حضرت فاطمہؓ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد میں صرف انہی کی نسل کا سلسلہ قائم رہا۔چنانچہ مسلمانوں میں سادات کی قوم انہی کی نسل سے ہے۔حضرت فاطمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد وفات پائی۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 452 تا 457، مطبوعہ قادیان 2011)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1163) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے ۔ دیکھ کر فرمایا آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟ اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ آپ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں۔ ہر ایک سے معلوم کرو کہ اُن کو کیا کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کیلئے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا مگر میں کھانا کھا چکا تھا اور اذان بھی ہوگئی تھی۔ حضور نے فرمایا کھالو۔ اذان جلدی دی گئی ہے اس کا خیال نہ کرو۔

(1164) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں رحمت اللہ صاحب ولد میاں عبد اللہ صاحب مرحوم سنوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ماموں قادر بخش صاحب مرحوم (والد مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب درد) نے والد صاحب مرحوم سے بہت خواہش کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمارے گھر لائیں۔ والد صاحب نے جواب دیا کہ حضرت صاحب نے مکان پر جانے سے کئی ایک کو جواب دے دیا ہے۔ ماموں صاحب نے پھر کہا۔ والد صاحب نے جواب دیا کہ اچھا ہم لے آتے ہیں۔ مگر 25 روپیہ لوں گا۔ ماموں صاحب نے خوشی سے 25 روپے دینے منظور کر لئے۔ والد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ اچھا۔ حضور کے بیٹھنے کی جگہ کا انتظام کرو میں جاتا ہوں۔ چنانچہ میں اور والد صاحب ماموں صاحب کے مکان سے اُٹھ کر شہر کی طرف آئے۔ والد صاحب راستے میں ہی بگھی کا انتظام کر کے اس کو ساتھ لے گئے۔ حضور اس وقت اندر تشریف فرما تھے۔ والد صاحب نے ڈیوڑھی کے دروازے پر دستک دی اور حضور باہر تشریف لے آئے اور مسکرا کر فرمانے لگے۔ میاں عبداللہ کیا ہے ۔ والد صاحب نے عرض کی۔ حضور مکان تک تشریف لے چلیں۔ حضور نے فرمایا اچھا سواری کا انتظام کرو۔ والد صاحب نے عرض کی کہ سواری تیار ہے ۔ چنانچہ حضور بگھی میں بیٹھ گئے اور ہم سب ماموں صاحب کے مکان پر پہنچ گئے ۔ ماموں صاحب نے کچھ پھل پیش کئے ۔ والد صاحب نے ماموں صاحب سے وہ 25 روپیہ لے کر پھلوں میں رکھ دیئے۔ اس وقت کئی مستورات نے بیعت کی۔ دعا کے بعد حضور اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے گئے۔ اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب میاں عبداللہ سنوری کے ساتھ مکان پر گئے تھے اور حضور کے تشریف لے جانے میں تعجب کرتے رہے کیونکہ تشریف لے جاتے وقت کسی کو بھی خبر نہ تھی۔ زمانہ گذر گیا لیکن جس سادگی کے ساتھ حضور دستک دینے پر تشریف لائے تھے اس کا ایک گہرا اثر اس وقت میرے دل پر ہے۔

(1165) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں رحمت اللہ صاحب ولد میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ بہت سخت بیمار ہوگیا۔ ڈاکٹروں اور حکیموں نے جواب دے دیا کہ اب یہ صرف چند دن کا مہمان ہے کسی دوائی کے بدلنے کی ضرورت نہیں۔ والد صاحب مرحوم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ اگر خدانخواستہ کوئی ایسی ویسی بات ہوگئی تو مجھے نصیحت فرمائیں کہ میں اس وقت اپنی حالت کیسی رکھوں حضور کے دست مبارک سے لکھا ہوا جواب پہنچ گیا کہ اگر یہ موت نہ ہوئی تو میری دعا قبولیت کو پہنچ گئی کیونکہ دعا کرنے کے بعد یہ خط لکھا ہے۔ حضور کا یہ خط ابھی سنور پہنچا نہ تھا کہ رات کو مجھے آرام سے نیند آ گئی کہ گویا میں بیمار ہی نہ تھا۔ صبح کو والد صاحب نے میری حالت کی بابت دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ میری حالت بہت اچھی ہے۔ کوئی تکلیف نہیں۔ والد صاحب مرحوم نے جوش کے ساتھ فرمایا کہ رحمت اللہ گواہ رہنا۔ آج کا دن یاد رکھنا۔ حضرت صاحب نے تمہارے لئے دعا کر دی ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ ڈاکٹر و حکیم نے قارورہ دیکھ کر کہا کہ یہ کسی مریض کا نہیں بلکہ یہ تو بالکل تندرست آدمی کا قارورہ ہے اور وہ بہت حیران تھے کہ ایک دن میں ایسی حالت کا تغیر کیسے ہوگیا۔ حضور کا جب خط آیا تو ہفتہ کے روز کی تاریخ کا تھا۔ اور مجھے ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو کلی طور پر صحت ہوگئی تھی۔ میں حضور کی دعا کی قبولیت کا زندہ نشان ہوں۔ افسوس حضرت اقدس کا یہ خط اور واسکٹ کا ٹکڑا جو میں نے تبرکاً رکھے ہوئے تھے، گم ہوگئے ہیں۔

(1166) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میرے کئی خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے کئی اوراق پر اپنے قلم سے درج فرمائے تھے۔ ایک دفعہ کسی شخص نے غالباً مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے مریدوں میں سے کسی نے اشتہار دیا اور اس میں اپنے خواب اور کشوف درج کئے۔ اس پر حضرت صاحب نے مجھے رقم فرمایا کہ آپ نے جو خواب دیکھے ہیں وہ اس کے جواب میں آپ اشتہار کے طور پر شائع کریں۔ چنانچہ آپ کے فرمودہ کے مطابق میں نے اشتہار شائع کر دیا جس کی سرخی یہ تھی۔

الا اے بلبل نالاں چہ چندیں ماجرا داری
بیا داغے کہ من درسینہ دارم تُو کجا داری

وہ خواب جہاں تک مجھے یاد ہیں حسب ذیل تھے۔

(1) بیعت اولیٰ کے موقعہ پر جب میں لدھیانہ میں تھا تو ایک صوفی نے حضور سے دریافت کیا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کرا سکتے ہیں؟ اور آپ نے فرمایا کہ اس کیلئے مناسبت شرط ہے اور میری طرف منہ کر کے فرمایا یا جس پر خدا فضل کرے۔ مجھے اُسی رات خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔

(2) اسکے بعد یہ سلسلہ جاری ہوگیا ۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حسّو خاں احمدی جو پہلے وہابی تھا اس کو دیکھا کہ وہ بھی کھڑا ہے اور اس نے شکایتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یہ (یعنی خاکسار) یارسول اللہ ! آپ کی حدیثوں کو نہیں مانتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرزا صاحب میرے فرزند ہیں اور جب وہ قرآن پڑھتے ہیں میری روح تازہ ہوجاتی ہے اور میری طرف منہ کر کے فرمایا کہ مرزا صاحب سے کہیں کہ وہ کچھ قرآن شریف سنائیں۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

(3) ایک دفعہ میں مسجد احمدیہ کپور تھلہ میں عصر کی نماز پڑھ رہا تھا جس میں تشہّد میں بیٹھا تو میں نے محراب کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سامنے دیکھا۔

(4) ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب مجھے مدینہ منورہ لے گئے اور جالیوں میں سے مَیں زیارت قبر کرنا چاہتا ہوں مگر وہ جالی میرے قد سے اونچی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میری دونوں بغلوں میں ہاتھ دے کر اونچا کر دیا۔ تو پھر میں نے دیکھا کہ سامنے کی عمارت کوئی نہیں رہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھلی ہوئی ہے اور آپ بیٹھے ہیں۔

(5) ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزار پر ساتھ لے گئے ۔ وہاں پر ایک چبوترہ سا تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم رونق افروز تھے اور وہاں کسی قدر فاصلہ پر ایک شخص جرنیلی وردی پہنے ہوئے ایک چبوترے پر بیٹھا تھا۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کہ آپ اسے بیعت فرمالیں۔ چنانچہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عربی میں ایک فقرہ فرمایا۔ جو مجھے اب یاد نہیں رہا جس کا مطلب یہ تھا کہ تمام نیکیوں کو اختیار کرنا اور تمام بدیوں سے پرہیز کرنا۔ میں بیعت کرنے کے بعد مصافحہ کرنے کیلئے اس شخص کی طرف گیا جو جرنیلی وردی پہنے بیٹھا تھا۔ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاتے ہوئے روک دیا۔

(6) ایک دفعہ تہجد پڑھ رہا تھا کہ ایک دم مجھے اس قدر خوشبو آئی کہ تمام مکان معطّر ہوگیا۔ میری بیوی سو رہی تھی اسے چھینکیں آنے لگی اور انہوں نے کہا کہ تم نے بہت سا عطر ملا ہے۔ جس کی وجہ سے مکان معطّر ہے۔ میں نے کہا میں نے کوئی خوشبو نہیں لگائی۔

(7) ایک دفعہ میں نے خواب میں حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ آپ کی بڑی بڑی آنکھیں ہیں۔ آپ کے پاس تلوار رکھی ہوئی ہے۔ جس سے موتی اوپر نیچے جھڑ رہے ہیں۔ میں نے یہ خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھ کر بھیجا۔ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ فاروقؓ کی زیارت سے دین میں استقامت اور شجاعت پیدا ہوتی ہے۔

(1167) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حافظ معین الدین عرف مانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیر دباتا تھا اور ساتھ ساتھ اپنے پیش آمدہ واقعات سناتا رہتا تھا۔ مثلاً حضور میں فلاں جگہ گیا۔ مجھے روٹی نہیں ملی ۔ کتے لپٹ گئے ۔ مجھے سالن کم ملتا ہے۔ وغیرہ۔ اس قسم کی باتیں وہ کرتا اور حضور اس کی باتیں سنتے اور وہ روز اس قسم کی باتیں کرتا اور حضور سن لیتے ۔ ایک دن میں نے دستک دی کہ حضور میں اندر آنا چاہتا ہوں ۔ آپ نے کواڑ کھول دیئے ۔ میں اندر جا کر بیٹھ گیا۔ میں نے حافظ معین الدین کو بہت ڈانٹا اور سخت سست کہا کہ تم یہ کیا واہیات باتیں کیا کرتے ہو کہ فلاں جگہ روٹی نہیں ملی اور فلاں جگہ سالن کم ملتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ توجہ الی اللہ میں مجھے اس قدر استغراق ہے کہ اگر میں دنیوی باتیں نہ سنوں تو میرا دماغ پھٹ جائے۔ ایسی باتیں ایک طرح سے مجھے طاقت دیتی ہیں۔ تھوڑی دیر آپ نے ایسی باتیں کیں اور پھر میں چلا آیا کہ رات زیادہ ہوگئی تھی۔

(1168) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔چوہدری حاکم علی صاحب نمبردار سفید پوش چک نمبر 9 شمالی ضلع شاہ پور نے بواسطہ مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ مجھ سے بیان کیا کہ 1900ء کے قریب یا اس سے کچھ پہلے کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد مبارک میں صبح کی نماز کے بعد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اس وقت جو لوگ یہاں تیرے پاس موجود ہیں اور تیرے پاس رہتے ہیں ان سب کے گناہ میں نے بخش دیئے ہیں۔

(1169) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔چوہدری حاکم علی صاحب نمبردار نے بواسطہ مولوی محمد اسماعیل فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہم پر کوئی تکلیف آتی ہے مثلاً کوئی دشمن کبھی مقدمہ کھڑا کر دیتا ہے یا کوئی اور ایسی ہی بات پیش آجاتی ہے تو اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ ہمارے گھر میں آ گیا ہے۔

(1170) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔چوہدری حاکم علی صاحب نمبردار سفید پوش نے بواسطہ مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ مجھ سے بیان کیا کہ 1898-99ء کے قریب ایک دفعہ میں قادیان میں رمضان شریف کے مہینہ میں بیمار ہوگیا اور روزے نہ رکھ سکا۔ میرا مکان اس وقت ڈھاب کے کنارے پر تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کے طور پر وہاں ڈھاب کے کنارہ پر تشریف فرما ہیں ۔ مجھے کمزوری تو بہت تھی مگر میں افتاں وخیزاں حضور تک پہنچا اور افسوس کے ساتھ عرض کیا کہ میں بیماری کی وجہ سے اس دفعہ روزے نہیں رکھ سکا۔ حضور نے فرمایا آپ کو دوگنا ثواب ملے گا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کیسے ۔ حضور نے فرمایا کہ ایک تو اس بات کا ثواب کہ آپ بیماری کی حالت میں دعائیں کرتے رہتے ہیں اور دوسرے جب دوسرے دنوں میں آپ روزے رکھیں گے تو اس کا ثواب ہوگا۔

(1172) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔پیر منظور محمد صاحب نے بواسطہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن عصر کے وقت میں پروف یا کاپی لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس اندر گیا۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ چند آدمی حضور سے ملنے کیلئے آئے ہیں۔ تب صحن سے حضور ڈونگے دالان میں آ گئے ۔ ایک بڑی چادر سفید لٹھے کی لائے اور مجھے فرمایا کہ میاں منظور محمد ایک طرف سے پکڑو۔ میں نے ایک طرف سے چادر کو پکڑا اور دوسری طرف سے حضور نے خود پکڑا اور ہم دونوں نے مل کر چادر بچھائی ۔ تب حضور اس چادر پر بیٹھ گئے اور فرمایا جاؤ۔ ملنے والوں کو بلا لاؤ۔ میں نے باہر جا کر ان کو اطلاع دی کہ اندر آجاؤ۔

(1173) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔پیر منظور محمد صاحب نے بواسطہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت اچھی نہ تھی۔ ڈونگے دالان کے صحن میں چارپائی پر لیٹے تھے اور لحاف اوپر لیا ہوا تھا۔ کسی نے کہا کہ ایک ہندو ڈاکٹر حضور سے ملنے آیا ہے ۔ حضور نے اندر بلوالیا۔ وہ آ کر چارپائی کے پاس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا رنگ نہایت سفید اور سرخ تھا۔ جنٹلمینی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ طبیعت پوچھنے کے بعد شاید اس خیال سے کہ حضور بیمار ہیں، جواب نہیں دے سکیں گے۔ مذہب کے بارہ میں اس وقت جو چاہوں کہہ لوں اس نے مذہبی ذکر چھیڑ دیا۔ حضور فوراً لحاف اُتار کر اُٹھ بیٹھے اور جواب دینا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا کہ میں پھر کبھی حاضر ہوں گا اور چلا گیا۔

(1174) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔پیر منظور محمد صاحب نے بواسطہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب جب ایف اے کے طالب علم یا شاید ڈاکٹری کے طالب علم تھے تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے ایک دن کہا کہ خدا تعالیٰ کا ایک نام مُسَبِّبُ الْاَسْبَاب بھی ہے۔ یہ نام لے کر بھی دعا مانگا کرو۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی (اگست، ستمبر 2023ء)

❁ اسلام مسلمانوں کو تلواروں، بموں یا بندوقوں کی نفرت آمیز اور خوفناک طاقت کے ذریعے
اپنے ایمان کو زبردستی پھیلانے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ انہیں عقل، دلائل اور پیار کے ذریعے لوگوں کے دلوں اور ذہنوں کو فتح کرنے کا مطالبہ کرتا ہے

❁ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے‘‘
یہ آیت کریمہ اسلام کے بیان کردہ نظام عدل کا اعلیٰ معیار بیان کرتی ہے

❁ مسلمانوں پر ایک خاص ذمہ داری ہے کہ وہ ہر اس شخص کی مدد اور حفاظت کریں جو کسی بھی طرح سے غیر محفوظ ہے یا تکلیف میں ہے

❁ ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ کسی بھی مذہب کے مقدس افراد کی توہین کرنا قابل نفرت فعل ہے اور اس کی شدید الفاظ میں مذمت کی جانی چاہئے

❁ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا ہر طرح سے خیال رکھنا بہت ضروری ہے

❁ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ عورتیں انسانیت کی بقا کیلئے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں

❁ اسلام وہ مذہب ہے جو تمام مذاہب اور عقائد کے لوگوں کے مابین دوریاں ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے، یہ ایک ایسا مذہب ہے جو امن، محبت اور ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے

تبلیغی مہمانان کرام کے ساتھ خصوصی نشست میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب

❁ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا کہ جب تم امام مہدیؑ کو پاؤ تو اُسے میرا سلام پہنچاؤ
خواہ تمہیں برف کے تودوں پر سے چل کر جانا پڑے، آپ کو دنیا سے نہیں ڈرنا چاہئے کسی سے نہیں ڈرنا چاہئے

❁ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آئندہ زمانہ میں جب مسیح و مہدی آئے گا تو وہ ساری امت کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرے گا،
جو آنے والا تھا وہ تو آچکا، ساری نشانیاں اور پیشگوئیاں پوری ہوگئیں، تمام مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع ہونا چاہئے، ہم یہی کام کر رہے ہیں

حضور انور سے ملاقات کرنے والے غیر از جماعت احباب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نصیحت

● جب خلیفہ کی تشریف آوری ہوئی تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے، خلیفہ کو دیکھ کر فطرتی طور پر میرا خیال عیسائی پوپ کی طرف بھی گیا
مگر خلیفہ اور پوپ میں بہت فرق ہے، مثلاً خلیفہ ہم سب سے قربت رکھنے والا وجود معلوم ہوتے ہیں جبکہ پوپ کو دیکھ کر ایسا محسوس نہیں ہوتا (**ماغی صاحبہ، جرمنی**)

● جماعت کے افراد کا خصوصی شکریہ جو شہد کے چھتے کی طرح شاندار اور منظم انداز میں کام کرتے ہیں،
درحقیقت یہ جماعت حقیقی اسلام کی نمائندگی کرتی ہے اور جو کچھ قرآن پاک میں محبت اور احترام کی تعلیم بیان کی گئی ہے، اس کی اصل تصویر ہے (**نوال کتان صاحبہ عرب خاتون**)

● خلیفہ کو دیکھنے سے پہلے میں سمجھتا تھا کہ وہ ایک عام آدمی ہیں لیکن جب میں نے انہیں دیکھا تو وہ پیار اور شفقت جو میں نے محسوس کی
وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی، جلسہ کے دوسرے ہی دن احمدیت کی صداقت میرے دل میں گھر کرگئی اور میں نے بیعت کرنے کا ارادہ کرلیا (**محمد علی صاحب، سیریا**)

● خلیفہ کے خطاب نے بہرحال اسلام کے بارہ میں میرے تصور کو بدل دیا ہے اور خلیفہ کی شخصیت ایسی ہے
جو دوسری بڑے نامور شخصیات کی طرح دور معلوم نہیں ہوتی بلکہ بہت قرب کے تعلق والی اور ہمدرد معلوم ہوتی ہے (**الیاس شاشٔن صاحب، جرمنی**)

● میری حیرانگی کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کیونکہ خلیفہ نے اسلام کی امن پسند تصویر دکھائی ہے
جو یہاں عموماً نظر نہیں آتی، یقیناً اسلام کے بارہ میں میرے نظریہ میں آج بہت بڑا اضافہ ہوا ہے (**گنٹہ مؤوا صاحب، جرمنی**)

● جلسہ کا ماحول اسلامی اور روحانیت سے بھرپور تھا، میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد میرا سینہ کھولے اور مَیں جماعت میں شامل ہوجاؤں (**عادل بکور صاحب، سیریا**)

● میں اس اجتماع کو عام جلسوں کی طرح خیال کر رہا تھا لیکن یہاں آکر جب میں نے ہزاروں لوگ اور ان کا آپس میں
ایک دوسرے کا احترام، اور محبت اور مساوات دیکھی تو یقین ہوگیا کہ یہ عام جلسوں کی طرح نہیں ہے (**عبدالقادر ہلال عبداللہ غسام صاحب، یمن**)

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مہمانوں کے ایمان افروز تأثرات

رپورٹ : مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

2 ستمبر 2023ء بروز ہفتہ (بقیہ رپورٹ)

پروگرام کے مطابق 5 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن اور دوسری مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کیلئے کانفرنس ہال میں تشریف لائے۔

اس پروگرام میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد 880 تھی۔ جرمنی کے مختلف شہروں سے آنے والے مہمانوں کی تعداد 190 تھی۔ جب کہ جرمنی کے علاوہ دوسرے یورپین ممالک البانیا، بوزنیا، میسیڈونیا، بلغاریہ، کوسوو، ہنگری، رومانیہ، لتھوانیا، سربیا، کروشیا، ترکی،

چیک ریپبلک، سلواکیہ، پولینڈ وغیرہ کے مہمانوں کی تعداد 140 تھی۔

علاوہ رشین ممالک، افریقی ممالک اور عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے 550 مہمان شامل تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم خواجہ عبد النور صاحب نے کی۔ بعد ازاں اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔ اسکے بعد 5 بجکر 12 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

حضور انور کا تبلیغی مہمانان سے خطاب

تشہد وتعوذ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمام معزز مہمانانِ کرام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سب سے پہلے، میں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے ہماری جماعت کے ممبر نہ ہونے کے باوجود ہماری دعوت قبول کی اور جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ اسلام کے بارے میں جاننے میں آپ کی دلچسپی اور اس مذہبی تقریب میں شرکت آپ کے کھلے دل اور رواداری کی عکاس ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج، میں اسلام کے خلاف عام طور پر لگائے جانے والے بعض اہم اعتراضات کا مختصراً ذکر کرنا چاہتا ہوں اور ان کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ مثال کے طور پر، یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلامی تعلیمات انتہا پسندانہ ہیں اور مسلمانوں کو ممالک فتح کرنے یا دوسرے مذاہب اور عقائد کو جبراً ختم کرنے اور تشدد کا استعمال کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسلمان غیر مسلموں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اسلام انسانی اقدار کو ترجیح نہیں دیتا یا معاشرہ کے بعض طبقات کو، خاص طور پر خواتین کو، مساوی حقوق نہیں دیتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے کہا، اسلام کے خلاف ایک اہم الزام یہ ہے کہ یہ تلوار سے پھیلایا گیا تھا اور مسلمانوں کو دیگر مذاہب کے پیروکاروں کو زبردستی پیغام قبول کرانے کیلئے تشدد کے استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ اس حوالے سے یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن مجید، جو تمام اسلامی تعلیمات کی بنیاد ہے، اسلام کی تبلیغ کے حوالے سے کیا کہتا ہے۔ چنانچہ سورہ یونس آیت 100 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’اور اگر تیرا ربّ چاہتا تو جو بھی زمین میں بستے ہیں اکٹھے سب کے سب ایمان لے آتے۔ تو کیا تُو لوگوں کو مجبور کر سکتا ہے۔ حتی کہ وہ ایمان لانے والے ہو جائیں۔‘‘ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو تمام لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کر سکتا تھا، تاہم اس نے انسانوں کو خود فیصلہ کرنے کی آزادی دی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اللہ نے انسانوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا، تو یہ ممکن نہیں کہ آنحضرت ﷺ یا ان کے سچے پیروکار آزادیٔ عقیدہ کے اصول کی خلاف ورزی کریں۔ یہ ایک آیت ہی ثابت کر دیتی ہے کہ اسلام مذہبی معاملات میں زور اور زبردستی کی اجازت نہیں دیتا اور ہر شخص اپنا راستہ خود چننے کیلئے آزاد ہے۔

اسی طرح، قرآن مجید کی سورہ کہف کی آیت 30 میں آتا ہے کہ ’’اور کہہ دے کہ حق وہی ہے جو تمہارے ربّ کی طرف سے ہو۔ پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کر دے۔‘‘ جہاں یہ آیتِ کریمہ اسلام کو سچا الٰہی مذہب ہونے اور انسانیت کی نجات کا ذریعہ قرار دیتی ہے وہاں یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ ہر شخص اپنی تعلیمات کو قبول کرنے یا مسترد کرنے کیلئے آزاد ہے۔ اسلام مسلمانوں کو تلواروں، بموں یا بندوقوں کی نفرت آمیز اور خوفناک طاقت کے ذریعے اپنے ایمان کو زبردستی پھیلانے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ انہیں عقل، دلائل اور پیار کے ذریعے لوگوں کے دلوں اور ذہنوں کو فتح کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سب سے بڑھ کر اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمام بنی نوع کیلئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات رکھیں اور مختلف عقائد ہونے کے باوجود معاشرہ کی بنیاد باہمی احترام اور رواداری پر ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ بار ہا مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اعلیٰ اخلاقی معیار قائم کریں، حتیٰ کہ روزمرہ کے معمولی کاموں میں بھی اعلیٰ اخلاق ظاہر کریں۔

اسلام یہ نہیں کہتا کہ مسلمان نرم دلی کو صرف اپنے پیاروں یا دیگر مسلمانوں تک محدود کریں۔ اس کے برعکس قرآن مجید مسلمانوں کو ہر ایک کے ساتھ انصاف، خیر سگالی اور شفقت سے پیش آنے کی ہدایت کرتا ہے۔ مثلاً قرآن مجید سورہ مائدہ کی آیت 9 میں سچائی اور دیانت کا ابدی اور شاندار معیار قائم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔‘ پھر آگے اس آیتِ کریمہ میں فرمان ہے کہ، ’’انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔‘‘

یہ آیتِ کریمہ اسلام کے بیان کردہ نظامِ عدل کا اعلیٰ معیار بیان کرتی ہے کہ اگر کوئی آپ کے ساتھ برا سلوک بھی کرے یا ظلم کرے، تو پھر بھی یہ ظلم آپ کو ہرگز غیر متناسب بدلہ لینے یا ردِ عمل دکھانے پر مجبور نہ کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تاریخ بھری پڑی ہے کہ جنگوں اور تنازعات نے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لیے رکھا ہے اور یہ افسوسناک رجحان آج بھی جاری ہے۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ انصاف کے ایسے عظیم معیار بین الاقوامی تعلقات میں یا جنگ سے متاثرہ ملکوں، چاہے ان کی حکومتیں سیکولر ہوں یا مذہبی ہوں، وہاں اپنائے جا رہے ہیں؟ اسکا سادہ جواب ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ صرف اسلام ہی ہے جہاں ہم کامل انصاف کے ایسے واضح اور بے مثال اصول پاتے ہیں۔ اور یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ دورِ جدید کی مسلمان حکومتیں بھی اس اسلامی معیار کے مطابق حکومت کرنے میں ناکام رہی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک اور اعتراض جو بار ہا دہرایا جاتا ہے یہ ہے کہ اسلام جنگ وجدل اور خون خرابہ کا مذہب ہے۔ اس سلسلے میں یہ واضح ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی مسلمانوں کو لڑنے یا ہتھیار اٹھانے کی کھلی اجازت نہیں دی ہے۔ جہاں قرآن مجید نے جنگ کی اجازت دی ہے وہ صرف انتہائی حالات میں اور سخت شرائط اور پابندیوں کے ساتھ ہے۔ بلاشبہ، اگر کوئی اسلام کے ابتدائی دور کو غیر جانبدارانہ نظر سے دیکھے تو وہ دیکھے گا کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے جو جنگیں لڑی تھیں وہ مکمل طور پر دفاعی نوعیت کی تھیں۔ اپنے آبائی شہر مکہ میں غیر مسلموں کے ہاتھوں ناقابل تصور سفا کی اور مسلسل ظلم وستم کو صبر وتحمل سے سالہا سال برداشت کرنے کے بعد، پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ اور ان کے ساتھی عرب کے ایک شہر مدینہ ہجرت کر گئے۔ تاہم، ہجرت کے بعد بھی وہ امن سے نہیں رہ سکے کیونکہ مکہ کی فوج نے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کو مارنے اور اسلام کو یکسر ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کے ارادہ سے ان کا پیچھا کیا۔ ان انتہائی حالات میں، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دفاعی جنگ میں حصہ لینے کی اجازت دی۔ یہ اجازت قرآن مجید کی سورہ حج کی آیات 40 اور 41 میں بیان کی گئی ہے، جس میں کہا گیا ہے، ’’اُن لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیے گئے۔ اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ آیات اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کو صرف اسلام کے تحفظ کیلئے لڑنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ قرآن مجید گواہی دیتا ہے کہ مکہ والوں کا اصل مقصد تمام مذاہب کو ختم کرنا اور تمام عبادت گاہوں کو منہدم کرنا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آزادی ضمیر اور عقیدے کی آزادی کے عالمگیر اصول قائم کرنے کیلئے لڑنے کا حکم دیا۔ دراصل، اسلام کی تعلیمات کے مطابق، اگر کبھی بھی دوسرے مذاہب کے پیروکاروں نے مذہبی آزادی کے تحفظ اور بقا کو یقینی بنانے کیلئے مسلمانوں کی مدد طلب کی تو مسلمانوں کو ان کی حمایت کرنی چاہئے۔ اگر یہ اسلام کی حقیقی تعلیمات ہیں، تو آپ کا یہ سوال بجا ہوگا کہ ’حالیہ برسوں میں دہشت گردوں نے اسلام کے نام پر خوفناک حملے کیوں کیے؟‘ اس کا جواب یہ ہے کہ قابلِ نفرت انتہا پسندوں یا جن کے بعض سیاسی مقاصد ہیں، انہوں نے قرآنِ کریم کی بعض آیات سے بالکل غلط نتائج اخذ کیے ہیں تاکہ اپنی شیطانی خواہشات اور مفادات کو پورا کریں۔ تاہم، اگر کوئی شخص ان آیات کے اصل متن کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرتا ہے، تو وہ دیکھے گا کہ اسلام کسی بھی قسم کے ظلم وستم کی اجازت نہیں دیتا اور قرآن کریم یا اسلامی تعلیمات میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ بلاشبہ، تمام آیاتِ قرآنی ایک دوسرے سے مطابقت رکھتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلامی معاشرے میں امن وامان قائم رکھنے کیلئے ایک اور اہم اصول قرآن مجید کی سورۃ النحل کی آیت 91 میں بیان کیا گیا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔‘

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نہ صرف انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تمام لوگوں کے ساتھ، چاہے ان کا کوئی بھی مذہب ہو، محبت اور شفقت سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ مسلمانوں کو بغیر کسی مفاد کے، دوسروں کی مدد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ آیت مسلمانوں کو بغاوت یا ملکی قوانین کی خلاف ورزی کرنے سے واضح طور پر منع کرتی ہے۔ اس تعلیم کے ہوتے ہوئے، ایک سچے مسلمان کا اپنے ملک یا لوگوں کیلئے خطرہ بن جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اگلی ہی آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم عہد کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد نہ توڑو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر کفیل بنا چکے ہو۔ اللہ یقیناً جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔‘ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مسلمان کو کبھی بھی وعدہ خلافی یا عہد شکنی نہیں کرنی چاہئے۔ اپنی قسموں کی خلاف ورزی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اکثر مسلمان مہاجرین کی مغرب سے وفاداری اور اعتماد کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ تاہم جرمنی میں یا کہیں بھی، مسلمان بطور شہری اپنے ممالک کے ساتھ وفاداری اور خلوص کا عہد کرتے ہیں اور قانون کی پابندی کا حلف اٹھاتے ہیں۔ یہ ان کا مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اس عہد کو نبھائیں، اپنے وطن کی خدمت کریں اور اسکی ترقی کیلئے کوشش کریں۔ آنحضرت ﷺ کی ایک مشہور حدیث ہے کہ ’’وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔‘‘ اس تعلیم کے ہوتے ہوئے یہ کیسے ممکن ہے کہ سچے مسلمان وفادار شہری نہ ہوں اور معاشرے میں انتشار کے بیج بونے والے ہوں۔ بلکہ اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ مسلمان اپنے وطن کیلئے ہر ممکن قربانی دینے کیلئے ہمیشہ تیار رہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس سے بہتر انٹیگریشن کیا ہوگی کہ مسلمان تارکین وطن جو کسی دوسرے ملک میں پیدا ہوئے، آج وہ اپنے اپنائے ہوئے نئے ملک کا خلوصِ دل سے حصہ ہیں اور اس کی خوشحالی کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔ نیز وہ ریاست کے خلاف کسی بھی قسم کی بغاوت کو مسترد کرنے اور تمام غیر قانونی سرگرمیوں سے گریز کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اسلامی تعلیمات ایسی ہیں کہ مسلمان غیر مسلم ممالک میں انٹیگریٹ کرنے سے قاصر ہیں۔ اگر مذہبی عقائد کی وجہ سے کوئی مسلمان شراب پینے سے پرہیز کرتا ہے، نائٹ کلبوں میں نہیں جاتا، شائستہ لباس پہنتا ہے یا ان چیزوں کا انکار کرتا ہے جو اسکے اخلاقی اقدار کے خلاف ہیں، تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ انٹیگریٹ کرنے میں ناکام ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ انٹیگریشن کا تقاضا ہے کہ ایک تارکِ وطن ہمیشہ اپنے اختیار کردہ ملک کی بہتری کیلئے کوشاں رہے، اس کیلئے ہر ممکن قربانی دینے کیلئے تیار رہے اور ایمانداری سے اپنے لوگوں کی خدمت کرنے کی کوشش کرے۔ اس طرح کی انٹیگریشن اس بات کو یقینی بنائے گی کہ معاشرے کا تنوع کسی قسم کے تصادم پر منتج نہیں ہوگا بلکہ یہ معاشرے کو تقویت دینے کا ذریعہ بنے گا اور اس کے شہریوں کے مابین مضبوط اتحاد قائم ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اسلام میں معاشرے کی خدمت کرنے کے حوالے سے مسلمانوں پر ایک خاص ذمہ داری ہے کہ وہ ہر اس شخص کی مدد اور حفاظت کریں جو کسی بھی طرح سے غیر محفوظ ہے یا تکلیف میں ہے۔ مثال کے طور پر، قرآن کریم کی سورہ الذاریات، آیت 20 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ’’اور ان کے اموال میں سوال کرنے والوں اور بے سوال ضرورت مندوں کیلئے ایک حق تھا۔‘‘

اس آیتِ کریمہ میں قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایک سچے مسلمان کی علامت یہ ہے کہ وہ خدا کی تمام مخلوق کی دیکھ بھال کرے اور ضرورت مندوں کی مدد کرے خواہ وہ ان کی مدد طلب کریں یا نہ کریں۔ مسلمانوں کو کسی سے مدد کی درخواست کا انتظار نہیں کرنا چاہئے بلکہ معاشرے میں ان لوگوں کی نشاندہی کرنی چاہئے جو پریشانی میں ہیں اور ان کی مدد کریں تا کہ وہ اپنی مشکلات یا مصائب سے نکل سکیں۔ یہاں قرآن کریم کہتا ہے کہ کچھ جاندار بول نہیں سکتے یا اپنی ضرورت کا اظہار نہیں کر سکتے، تو اس میں جانور بھی شامل ہیں۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام جانوروں کو پالنے یا ان سے محبت کرنے سے روکتا ہے لیکن یہ آیتِ کریمہ مسلمانوں کو ان جانوروں کی اچھی دیکھ بھال کرنے کی تلقین کرتی ہے جو ان کے زیرِ نگرانی ہوں۔ اسی طرح یہ آیت وائلڈ لائف (جنگلی حیات) کے تحفظ اور ماحولیات کی حفاظت کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اسی طرح، قرآن مجید کی سورہ البلد کی آیت 14 سے 17 میں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو معاشرے کے سب سے کمزور طبقہ کی حمایت کرنے کی ہدایت کرتا ہے اور مسلمانوں کو تلقین کرتا ہے کہ وہ بھوکوں کو کھانا کھلائیں اور غریبوں کی مدد کریں۔ مسلمانوں کو ان لوگوں کی بھی مدد کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے جو تنہا ہیں اور ان کے پاس خاندان یا دوست احباب نہیں ہیں، جو ان کی مدد کر سکیں۔ اس کے علاوہ، یہ آیات مسلمانوں کو ان لاچار لوگوں کیلئے آزادی اور انصاف تلاش کرنے کا حکم دیتی ہیں جو غیر انسانی طور پر غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ یتیموں سے محبت سے پیش آئیں اور ان کے حقوق کا تحفظ کریں اور جو بھی محروم افراد ہیں، ان کی تسلی کے اسباب کریں۔ قرآنِ کریم کی ان روشن آیات میں تمام انسانیت کیلئے پیغام ہے کہ وہ معاشرے کے سب سے کمزور طبقہ کے حقوق ادا کریں اور انہیں اپنے پیروں پر کھڑا کرنے میں مدد کریں۔ در حقیقت، یہ آیاتِ کریمہ مسلمانوں کو دنیا سے ہر طرح کی غلامی، غربت اور محرومی کو ختم کرنے میں کلیدی کردار ادا کرنے کی ہدایت کرتی ہیں۔ دراصل، قرآنِ کریم ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ روحانی ترقی کا ایک بنیادی ذریعہ خدمتِ انسانیت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
قرآنِ کریم میں حقوق العباد کی ادائیگی کی اہمیت پر روشنی ڈالنے والی اور بہت سی آیات ہیں۔ سورہ بقرہ کی آیت 149 میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہر شخص مختلف ہے اور اس کا اپنا مطمحِ نظر اور ذاتی عزائم ہیں۔ تاہم، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کا بنیادی مقصد نیکوکاری میں ترقی کرنا ہونا چاہئے اور بنی نوع انسان سے محبت اور حسنِ سلوک نیکوکاری کی بنیادی شرط ہے۔

پھر قرآنِ کریم کی سورۃ النساء کی آیت 37 میں اللہ تعالیٰ نے دوسروں سے محبت کا اظہار کرنے کی اہمیت کو دوبارہ بیان فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر، فرماتا ہے کہ لوگوں کو اپنے والدین کے ساتھ شفقت اور صبر سے پیش آنا چاہئے۔ یہ آیت رشتہ داروں، دوست احباب، غریبوں اور یتیموں کے حقوق کی بھی نشاندہی کرتی ہے۔ پھر اس آیتِ کریمہ میں پڑوسیوں کے حقوق کی بھی وضاحت کی گئی ہے اور اسلام کے مطابق پڑوسی کی تعریف بہت وسیع ہے۔ گھر کے اردگرد چالیس گھروں تک رہنے والے افراد پڑوسی ہیں۔ پھر پڑوسی کی تعریف میں سفر میں شریک ساتھی، کام کی جگہ پر دیگر کام کرنے والے اور ماتحت بھی شامل ہیں۔ اگر ہر شخص اپنے آس پاس کے 40 گھروں اور اپنے ساتھ کام کرنے والوں اور ماتحتوں کے حقوق پورے کرے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ معاشرہ مکمل طور پر ہم آہنگ اور پر امن ہو جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
قرآن مجید کی سورۃ الحجرات کی آیت 12 میں معاشرے میں امن قائم کرنے کا ایک اور اہم اصول بیان کیا گیا ہے کہ دوسری اقوام کی تذلیل یا تحقیر کرنا بالکل غلط ہے۔ دوسروں کی توہین کرنے سے یقینی طور پر نفرت پیدا ہوگی اور معاشرے کے امن کو نقصان پہنچے گا۔ حال ہی میں سویڈن میں بعض افراد نے قرآن مجید کی کاپیاں جلائیں اور اس ناپسندیدہ فعل کو سوشل میڈیا پر فخر سے پیش کیا۔ اسی طرح، کئی سال سے آنحضرت ﷺ کے انتہائی توہین آمیز کارٹون شائع ہو رہے ہیں۔ ایسے وحشیانہ اعمال کے خلاف ہمارا مؤقف صرف ان واقعات تک محدود نہیں جن میں اسلام یا مسلمانوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے، بلکہ ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ کسی بھی مذہب کے مقدس افراد کی توہین کرنا قابل نفرت فعل ہے اور اس کی شدید الفاظ میں مذمت کی جانی چاہئے۔ ایسے اعمال بلا وجہ معصوم لوگوں کو اشتعال دلاتے اور انہیں تکلیف دیتے ہیں اور شدید غصے اور بغض کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ ایسے اعمال معاشرے میں امن اور یکجہتی کو کمزور کرنے کا باعث ہیں۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا ہر طرح سے خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اپنی گزارشات ختم کرنے سے قبل میں اسلام میں خواتین کے حقوق کے حوالہ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جب خواتین کے حقوق کی بات ہوتی ہے تو یقینی طور پر اسلام کی تعلیمات کو غلط انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے خواتین کے حقوق سے انکار کرنے کی بجائے خواتین کے حقوق قائم کیے ہیں اور یہ حقوق ان ممالک میں حقوق کی فراہمی سے صدیوں قبل قائم کیے، جو اب ترقی یافتہ سمجھے جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
ایک ایسے دور میں جب خواتین کے حقوق کو قابلِ غور بھی نہیں سمجھا جاتا تھا، قرآنِ کریم اور پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے خواتین اور لڑکیوں کے بے شمار حقوق ہمیشہ کیلئے قائم فرما دیے، جن میں تعلیم، طلاق اور وراثت کا حق شامل ہے۔ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے عورت کو پسلی سے تشبیہ دی کہ وہ اس طرح نازک ہیں اور ان سے نرمی اور شفقت سے پیش آنا چاہئے۔ اگر کوئی اس فرمان کا غور سے تجزیہ کرے تو وہ سمجھ جائے گا کہ اسلام میں عورت کو کتنا اعلیٰ مقام دیا گیا ہے۔ پسلی انسان کے اہم اعضاء کی حفاظت کیلئے ہوتی ہے اور عورتوں کو اس سے تشبیہ دیتے ہوئے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ عورتیں انسانیت کی بقا کیلئے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
آنحضرت ﷺ کی ایک مشہور حدیث ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ خواتین کو یہ منفرد اور بلند مقام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ ماں معاشرے کی اگلی نسل کی پرورش میں سب سے اہم کردار ادا کرتی ہے اور اپنی اولاد کی خاطر بے پناہ قربانیاں دیتی ہے۔ اگر ایک عورت اپنے بچوں کے فرائض پوری طرح ادا کرتی ہے تو وہ بچے با اخلاق اور صالح افراد بن کر معاشرے میں مثبت کردار ادا کریں گے۔ اس طرح ماں اپنی اولاد کیلئے اس دنیا میں ترقی اور کامیابی کا ذریعہ ہے اور انہیں ایسی راہ پر چلاتی ہے، جو آخرت میں جنت میں لے جانے والا راستہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
قرآن کریم کی سورۃ النساء کی آیت 20 میں عورتوں کے گھریلو حقوق قائم کیے گئے ہیں۔ یہ آیتِ کریمہ خاص طور پر مسلمان مردوں کو اپنی بیویوں سے پیار سے پیش آنے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کی ہدایت کرتی ہے۔ یہ آیت اعلان کرتی ہے کہ عورتیں آزاد افراد ہیں اور کسی بھی مرد کے قبضے میں نہیں دی جا سکتیں۔ مالی معاملات کے حوالے سے، جو کچھ عورت کماتی ہے وہ اس کی اپنی کمائی ہے اور شوہر اس سے حصہ نہیں مانگ سکتا۔ طلاق کے حوالہ سے اسلام تعلیم دیتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں جو کچھ بھی شوہروں نے انہیں دیا، وہ اپنے پاس رکھنے میں آزاد ہیں۔ آج کے دور میں، جب کوئی علیحدگی ہوتی ہے تو اکثر طویل اور تلخ تنازعات ہوتے ہیں کیونکہ مرد اپنی بیویوں کو جو کچھ دے چکے ہوتے ہیں، واپس لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاہم اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

قرآن کریم میں سورہ نحل کی آیت 73 میں عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی پھر سے تلقین کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مردوں کو اپنی بیویوں سے شفقت سے پیش آنا چاہئے اور ان کی عزت کرنی چاہئے جنہوں نے ان کی اولاد کو جنم دیا ہے۔ پھر سورہ بقرہ کی آیت 188 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کیلئے لباس ہے اور شوہر اپنی بیوی کیلئے لباس ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر اور بیوی دونوں کا درجہ برابر ہے اور وہ ایک دوسرے کیلئے تحفظ کا ذریعہ ہیں۔ انہیں اپنے ساتھی کیلئے دکھ یا غم کا ذریعہ بننے کی بجائے ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہئے اور اور ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اس مختصر وقت میں، میں نے اسلام کے قائم کردہ خواتین کے حقوق میں سے صرف چند کا ذکر کیا ہے۔ یہ کہنا کافی ہے کہ یہ اعتراض کہ اسلام خواتین کے حقوق سلب کرتا ہے، بالکل بے بنیاد اور حقائق کے منافی ہے۔ درحقیقت اس میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ خواتین کے حقوق کا اسلامی تصور دراصل انقلابی تھا اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا، اسلام پر بہت سے اعتراض کیے گئے ہیں، لیکن یہ سب بے بنیاد ہیں۔ یقیناً یہ غلط ہے کہ اسلام کو تشدد یا انتہا پسندی کے مذہب کے طور پر پیش کیا جائے یا یہ دعویٰ کیا جائے کہ اسلام کی اخلاقی اقدار کسی بھی طرح سے کمتر ہیں۔ یہ کہنا بالکل ناانصافی ہے کہ اسلام معاشرے میں بدامنی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام وہ مذہب ہے جو تمام مذاہب اور عقائد کے لوگوں کے مابین دوریاں ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو امن، محبت اور ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔ دراصل لفظ ’اسلام‘ کا لفظی مطلب ہی امن ہے۔ اگر کوئی مسلمان دوسروں کے حقوق پورے نہیں کرتا تو اس میں اسلام یا اسکی تعلیمات کا کوئی قصور نہیں، بلکہ یہ ان کی اپنی ناکامی ہے۔ ایسے لوگ اپنے عقیدے کی تعلیمات کے خلاف ورزی کرنے والے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
ان الفاظ کے ساتھ، میں امید کرتا ہوں کہ اسلام کے بارے میں آپ کے ذہنوں میں اگر کوئی خدشات تھے تو ان کا مناسب جواب مل گیا ہوگا۔ لیکن اگر آپ میں سے کسی کو مزید وضاحت کی ضرورت ہو تو آپ ہمارے مربیان یا یہاں کے جماعتی مشن سے بات کر سکتے ہیں۔

آخر پر میں دعا کرتا ہوں کہ تمام بنی نوع انسان اپنے خالق کو پہچان لیں اور تمام انسان آپس میں مذہبی عقائد سے قطع نظر امن اور باہمی احترام کی روح کے ساتھ رہیں۔ آمین۔ میں اس موقع پر آپ سب کا ایک بار پھر یہاں ہمارے ساتھ شامل ہونے کیلئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت شکریہ۔

حضور انور کا یہ خطاب 5 بجکر 45 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق 7 بجکر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور Turkey سے آئے ہوئے ایک پرنٹنگ کمپنی کے مالک Mr. Ihsan Acar نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف پایا۔ حال ہی میں ترکی سے جماعت نے جو قرآن کریم شائع کروایا ہے وہ انہی کے پریس سے شائع ہوا ہے۔

بعد ازاں تاجکستان کے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات پایا۔ پولینڈ، آسٹریا اور جرمنی وغیرہ سے 30 تاجک احباب جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئے تھے۔

ایک خاتون نے عرض کیا کہ حضور انور کا خواتین سے خطاب بہت پسند آیا ہے حضور انور نے جو نصائح فرمائیں بہت اچھی لگیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا اب آپ سب لوگوں کو پیغام مل گیا ہے۔ اب آپ کو پتا لگ گیا ہے تو آپ سوچیں اور غور کریں۔ آنحضرت ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ جب تم امام مہدیؑ کو پاؤ تو اُسے میرا اسلام پہنچاؤ خواہ تمہیں برف کے تودوں پر سے چل کر جانا پڑے۔ آپ کو دنیا سے نہیں ڈرنا چاہئے کسی سے نہیں ڈرنا چاہئے۔

ایک خاتون نے عرض کیا کہ ہم مسلمان ہیں اور

کسی سے نہیں ڈرتے اس پر حضور انور نے فرمایا: مسلمان ہیں تو پھر آپ کو آنحضرت ﷺ کے احکامات پر عمل کرنا چاہئے۔ آگے بڑھنا چاہئے ایک جگہ ٹھہر نہیں جانا چاہئے۔

ایک دوست محمد سعید رضائی صاحب نے عرض کیا کہ وہ جلسہ پر پہلی دفعہ آئے ہیں۔ تاجکستان کی آزادی کے بعد ہماری مشکلات میں اضافہ ہوا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: کیا آزادی کے بعد اپنی مرضی سے عبادت کرنے کی اجازت ہے یا حکومت کے تابع کسی ایک فرقے کے پابند ہیں۔ حضور انور نے فرمایا جب حنفی مذہب کے مسلمان زیادہ ہیں تو پھر مذہبی آزادی کیوں نہیں ہے۔ پھر کیا مشکلات ہیں۔ اس پر مہمانوں نے عرض کیا کہ ہمیں سیاسی طور پر مشکلات ہیں۔ ساری طاقت حکومت کے ہاتھ میں ہے اور حکومت ہی ہر چیز کنٹرول کرتی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کی آزادیاں بحال کرے۔ ہمارے ساتھ بھی پاکستان میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ یہ سب اسلامی تعلیم کے خلاف ہے، مذہبی آزادی پر پابندیاں ہیں۔ یہ نہیں ہونی چاہئیں۔ حکومتیں جو دوسری بڑی طاقتوں کے زیر اثر ہیں ان کا پھر یہی کہنا ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر پابندیاں لگائی جائیں۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ حضور کی درازی عمر کیلئے دعا گو ہوں۔ اس وقت تاجکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے سب روس کی مدد سے ہو رہا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا خدا تعالیٰ ان کو آزادی عطا فرمائے۔

ایک مہمان نے عرض کیا کہ خدا کے نزدیک محبوب وہی ہے جو اعلیٰ اخلاق والا ہے۔ ہمیں اعلیٰ اخلاق کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ میں اخلاق کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اگر میں دوسروں سے موازنہ کروں تو جو جماعت کے اخلاق والا رویہ ہے وہ جماعت کی ترقی میں اہم کردار ادا کرے گا اور دوسروں کیلئے بھی نمونہ ہوگا۔ دوسری طرف جتنے بھی دینی، مذہبی گروہ میں ان کی ترجیحات میں اور چیزیں تو ہیں لیکن اخلاق نہیں ہیں۔

ایک دوست نے سوال کیا کہ دینی گروہوں کے جو آپس کے اختلافات ہیں اس میں جماعت احمدیہ کیا کردار ادا کرسکتی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: اس کیلئے تو ہم ساری دنیا میں کوشش کر رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ آئندہ زمانہ میں جب مسیح و مہدی آئے گا تو وہ ساری امت کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرے گا۔ جو آنے والا تھا وہ تو آچکا۔ ساری نشانیاں اور پیشگوئیاں پوری ہوگئیں۔ سورہ تکویر میں یہ نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔ اسی طرح چاند سورج گرہن کی پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔

آپؑ کو الہام بھی ہوا تھا۔ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علیٰ دِینٍ وَّاحد۔

تو ہم یہی کام کر رہے ہیں کہ تمام مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع ہونا چاہئے۔ جماعت یہ کام ہر جگہ کر رہی ہے۔ لیکن ان باتوں پر وقت لگتا ہے۔ لیکن ان شاء اللہ ہم اس میں کامیاب ہوجائیں گے اور فتنہ و فساد کرنے والوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔

حضور انور نے فرمایا ان شاء اللہ آپ کے ساتھ اور مجلس ہوگی۔ اب اس وقت ایک اور پروگرام میں بھی جانا ہے۔

آخر پر ایک دوست نے درخواست کر کے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔ اس کے بعد ایک اور دوست تصویر کیلئے آگئے۔ بعد ازاں باری باری سب احباب اور فیملیز نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

تاجکستان سے آنے والے ان احباب میں سے بعض نے اپنے تاثرات کا اظہار بھی کیا۔

تاجکستان سے آنے والے مہمانان کے تاثرات

تاجکستان سے آنے والے وفد میں ایک دوست آرزو کریم صاحب بھی شامل تھے۔ یہ دوست عربی اور تاجک زبان پر بہت مہارت رکھتے ہیں اور جامعۃ الازہر سے تعلیم یافتہ ہیں۔ بہت سی عربی کتب کا تاجک زبان میں ترجمہ بھی کر چکے ہیں اور کئی تاجک کتب کے مصنف بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا:

میں نے جلسہ کو بہت غور سے سنا اور لوگوں کو دیکھا اور جماعت احمدیہ کے ان اوصاف کا ذکر کروں گا جو کہ اب دیگر دینی جماعتوں میں ختم ہو رہے ہیں اور وہ احمدیوں کے اعلیٰ اخلاق ہیں۔ میں نے بہت سے اسلامی فرقوں پر تحقیق کی ہے۔ اگر باقی سب فرقے اس وقت اسلام پر ایک فیصد عمل پیرا ہیں تو یہ جماعت اسلام کی تعلیمات پر 99 فیصد عمل پیرا ہے۔ بک سٹالز پر مختلف زبانوں میں لٹریچر آپ کی تبلیغی کاوشوں کا ثبوت ہے۔ میں آپ سے رابطہ رکھوں گا اور مزید جماعت کے بارہ میں جاننا چاہتا ہوں۔ میں کسی سے ڈرتا نہیں ہوں سوائے ایک خدا کے۔ آپ کے خلیفہ سے ملاقات اور بات کرنا میرے لیے بہت اعزاز ہے اور میں حضور کی اس بات سے اتفاق کروں گا کہ اصل کمزوری ہم لوگوں میں ہے اور ہم ہر وقت حکومت اور رجیم کو کوستے رہتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ حضور سے پھر ملاقات ہوگی۔ میں نے اپنے ساتھ دوستوں کو کہا ہے کہ اگرچہ یہ ایک اسلامی پروگرام ہے لیکن ہم اس سے انتظامی طور پر بھی بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

تاجکستان کے وفد میں شامل ایک غیر از جماعت تاجک دوست ستور صاحب نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا حضور سے ملاقات میں تاجکستان کے سیاسی مسائل اور دینی پابندیوں پر بہت سیر حاصل بات ہوئی۔ مجھے بہت اچھا لگا کہ حضور کو ساری انسانیت کی بے تحاشا فکر ہے۔

مجھے یہاں آنے سے قبل جماعت احمدیہ کے بارہ میں بہت منفی خبریں دی گئی تھیں۔ لیکن مجھے آپ کی جماعت سے بھائی چارہ اور انسانیت کا درس سیکھنے کا موقع ملا ہے۔

ایک تاجک خاتون مزمہ خانم صاحبہ کہتی ہیں: حضور سے ملاقات میں جو نصائح سنیں اس پر عمل کی کوشش کروں گی میں سمجھتی ہوں حضور کی باتیں صرف احمدی ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان عمل کر کے ایک اچھے معاشرے کیلئے اپنا کردار ادا کرسکتا ہے۔ میں نے حضور کا عورتوں سے خطاب سنا اور مجھے لگا کہ حضور کو ہر طبقہ کی اصلاح کی بہت فکر ہے۔ ایک چیز جو میں نے جلسہ میں نوٹ کی کہ عورتیں اپنا ہر کام خود کر رہی تھیں۔ اتنا بڑا پروگرام اور یہ سب انتظام عورتوں کا کرنا بہت ہی قابل ستائش ہے۔

تاجکستان کے مبلغ کہتے ہیں: تاجکستان کے وفد میں ایک دوست غنیو صاحب بھی شامل تھے۔ یہ بہت معترض طبیعت کے تھے۔ جلسہ کے پہلے دو دن اعتراضات ہی کرتے رہے۔ ایک اعتراض کرتے جواب سنے بغیر ایک اور سوال کر دیتے۔ ان کے اپنے دوستوں نے بھی کہا کہ ہمیں مشاہدہ کرنا چاہئے۔ جلسہ کے دوسرے دن وفد کی حضور انور سے ملاقات تھی۔ سب دوستوں نے ماسک پہنے تھے۔ حضور انور نے بات کا آغاز ہی غنیو صاحب کی طرف اشارہ کر کے کیا اور کہا آپ کون ہیں ماسک پیچھے کریں اور اپنا تعارف کروائیں۔ انہوں نے حضور انور سے کافی تفصیل سے باتیں کیں۔ ملاقات کے بعد غنیو صاحب بہت خوش تھے اور بار بار اس بات کا اظہار کرتے کہ میں حضور انور کی توجہ کیلئے شکر گزار ہوں اور حضور کیلئے درازی عمر اور جماعت کیلئے کامیابیوں کا خواہش مند ہوں۔ عجیب بات ہے ملاقات کے بعد دو دن تک انہوں نے کوئی بھی اعتراض نہیں کیا۔ یہ سب خدا کے فضل کے بغیر ناممکن ہے۔

مختلف ممالک سے آنے والے عرب احباب کا انتظام ایک علیحدہ ہال میں کیا گیا تھا۔ ان کی تعداد 409 تھی۔

پروگرام کے مطابق 8:30 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ہال میں تشریف لے آئے اور ملاقات کا پروگرام شروع ہوا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو پہلی دفعہ آئے ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ اس پر نئے آنے والوں نے اپنے ہاتھ کھڑے کیے تو حضور انور نے ان کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے یہاں جلسہ میں کوئی غیر اسلامی چیز نہیں دیکھی۔ کچھ توقف کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ خاموشی ہے تو اس کا مطلب ہے نہیں دیکھی یا پھر بتانا نہیں چاہتے۔

حضور انور نے فرمایا خدا تعالیٰ آپ کو استقامت عطا فرمائے آگے بڑھنے والے اور ترقی کرنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس غرض کیلئے آئے وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا قیام تھا۔ آپؑ نے اس کی طرف توجہ دلائی۔ آپ سب بھی اس طرف توجہ کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہوں اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ خدا آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد ایک خاتون نے عرض کیا کہ میں نے حضور انور کی خدمت میں ایک خط بھیجا تھا۔ میری بیٹی کی شادی ایک سیرین لڑکے سے ہو رہی ہے۔ میرے پاس انگوٹھیاں ہیں حضور انور تبرک کر دیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت یہ انگوٹھیاں اپنے دست مبارک میں لے کر تبرّک فرمائیں۔

ایک دوست نے سوال کیا کہ جب حضور خاموش دعا کرواتے ہیں تو اس میں کیا پڑھتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ اور درود شریف پڑھتا ہوں اس کے بعد موقع کے لحاظ سے دعائیں کرتا ہوں۔

بعد ازاں ایک دوست نے عرض کی کہ اپنے بھائی کیلئے دعا کی درخواست کرتا ہوں وہ اس وقت ترکی میں ہے۔ اس کے دو بیٹے ہیں ان کے نام حضور انور نے رکھے تھے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

سیریا سے تعلق رکھنے والے ایک نومبائع نے عرض کیا کہ میں نیا احمدی ہوں۔ دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: تعلق باللہ پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اپنا دینی علم بڑھاؤ خدا تعالیٰ آپ کو ایمان اور روحانیت میں بڑھاتا چلا جائے۔

ایک خاتون نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ کے اشعار پڑھنا چاہتی ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا دو شعر پڑھ دو۔ چنانچہ موصوفہ نے دو شعر پڑھ کر سنائے۔

الجزائر سے تین مرد اور چار خواتین پر مشتمل وفد آیا تھا۔ ایک خاتون نے جماعت الجزائر کیلئے دعا کی درخواست کی کہ خدا تعالیٰ ہمیں تقویٰ میں بڑھائے۔ وہاں ہمیں شدید مخالفت کا سامنا ہے۔ میں خود تین دفعہ مقدمات کی وجہ سے عدالت جا چکی ہوں۔ میں سکول میں پڑھاتی تھی۔ مجھے وہاں سے نکال دیا گیا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے ایک دوسری ملازمت دے دی ہے۔ میرا خاوند اور بیٹی احمدی ہیں۔ بیٹا احمدی نہیں ہے۔ اس کیلئے دعا کریں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور ہدایت عطا فرمائے۔

کینیڈا سے آنے والے ایک عرب دوست نے عرض کیا کہ میں ۳۰ سال سے احمدی ہوں اور کیلگری میں رہتا ہوں۔ میں یہاں صرف حضور کی زیارت کیلئے آیا ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ سیریا سے ہوں اور دو سال قبل بیعت کی تھی۔ دعا کریں کہ حضور کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے سکوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا۔ نیکی اور تقویٰ میں آگے بڑھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایمان و یقین میں بڑھائے۔

ملاقات کا یہ پروگرام 8 بجکر 55 منٹ تک جاری رہا۔ مختلف عرب ممالک سے آنے والے ان احباب میں سے بعض نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے بعض عرب احباب کے تاثرات

محمد علی صاحب جن کا تعلق سیریا سے ہے، اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: احمدیت کا تعارف میرے ایک دوست کے ذریعے ہوا۔ میرا دوست مجھے جلسہ پر ساتھ لے آیا۔ میرا ارادہ تھا کہ دن گذار کر شام کو واپس گھر چلا جاؤں گا۔ گھر قریب ہی ہے۔ اور یہ جگہ آرام دہ نہیں ہے۔ لیکن جب میں نے ماحول اور تنظیم کو دیکھا۔ ہر شخص مسکراتا ہوا ایک دوسرے سے مل رہا ہے گویا کہ ہر کوئی ایک دوسرے کو جانتا ہے۔ یہ ماحول میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ تو میں نے اپنا ارادہ بدل لیا اور تین دن تک بخوشی جلسہ میں زمین پر سوتا رہا۔

خلیفہ کو دیکھنے سے پہلے میں سمجھتا تھا کہ وہ ایک عام آدمی ہیں لیکن جب میں نے انہیں دیکھا تو وہ پیار اور شفقت جو میں نے محسوس کی وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ جلسہ کے دوسرے ہی دن احمدیت کی صداقت میرے دل میں گھر کر گئی۔ اور میں نے بیعت

کرنے کا ارادہ کرلیا۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی۔

میں احمدیوں کے نظام کی پابندی، نظم و نسق کا خیال رکھنا اور عدم انتشار سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور میں نے دیکھا کہ ہر کوئی اپنے فرائض کو جانتا ہے، چاہے منتظمین ہوں یا مہمان۔

عبد القادر ہلال عبد اللہ غنسام جن کا تعلق یمن سے ہے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں نے چند ماہ قبل بیعت کی ہے اور میں پہلی بار جلسہ میں شامل ہوا ہوں۔ جلسہ میں حقیقی طور پر محبت، اخوت، تعاون کی روح، تالیف قلوب، برکت اور ترتیب و تنظیم نظر آئی۔ کہتے ہیں کہ میں اس اجتماع کو عام جلسوں کی طرح خیال کر رہا تھا۔ لیکن یہاں آکر جب میں نے ہزاروں لوگ اور ان کا آپس میں ایک دوسرے کا احترام، اور محبت اور مساوات دیکھی تو یقین ہو گیا کہ یہ عام جلسوں کی طرح نہیں ہے۔

حضور کی موجودگی کی وجہ سے ماحول بہت روحانی تھا۔ ہر دل خوش اور مطمئن دکھائی دیا۔ تمام حاضرین میں آپس میں مساوات کی روح اور کسی سے کوئی نفرت نہیں دیکھی۔ جب امیر المومنین کا چہرہ مبارک دیکھا تو دل خوشی اور مسرت سے بھر گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو خلیفہ کا حقیقی سلطان نصیر بنائے۔

عرب وفد کی ایک خاتون نوال کتان صاحبہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں: مجھے خلیفہ سے پہلی بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ جماعت کے افراد کا خصوصی شکریہ جو شہد کے چھتے کی طرح شاندار اور منظم انداز میں کام کرتے ہیں۔ میں نے امیر المومنین کے وژن میں اعلیٰ روحانیت کا ادراک محسوس کیا۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کے صالح انبیاء کی بصیرت کو محسوس کیا، آپ حقیقی اسلام کے اعلیٰ ترین آئیڈیل ہیں۔ میری خوش قسمتی تھی کہ یہ دعوت مجھ تک پہنچی، اور مجھے جماعت کے عقائد، کتابوں اور اس کی تعلیمات کے بارے میں آگاہی حاصل ہوئی۔ درحقیقت یہ جماعت حقیقی اسلام کی نمائندگی کرتی ہے اور جو کچھ قرآن پاک میں محبت اور احترام کی تعلیم بیان کی گئی ہے۔ اس کی اصل تصویر ہے۔

عبد الرحمٰن اسماعیل صاحب جن کا تعلق عرب وفد سے تھا کہتے ہیں: جلسہ سالانہ میں میں پہلی بار شریک ہوا ہوں۔ دنیا بھر میں کوئی ایسا گروہ نہیں ہے جو ایسا کام کرتا ہو، حاضرین پوری دنیا سے شامل ہوئے۔ لیکن کسی قسم کا کوئی لڑائی جھگڑا نہیں دیکھا بلکہ اس کے برعکس آپس میں پیار، محبت اور بھائی چارہ کی اعلیٰ مثالیں دیکھنے کو ملیں۔

جلسہ میں شامل ہونے والوں کی بڑی تعداد کی توقع کی جارہی تھی۔ لیکن میرے خیال میں توقع سے بھی بڑھ کر تعداد تھی اور اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور قربت ہے۔

جب امیر المومنین عرب مہمانوں کی مجلس میں آئے تو میں نے سب کے چہروں پر خوشی اور سکون دیکھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے انہیں روحانیت میں بڑھایا ہے۔ آپ نے حاضرین کے سوالات کے جوابات دیے۔ ہر جواب کے بعد شاملین کے چہروں پر سکون اور اطمینان محسوس کیا۔

ایک سیرین عرب مکرم محمد العلش صاحب اپنے خیالات کے اظہار میں بیان کرتے ہیں: میرا یہ پہلا جلسہ تھا۔ میں نے اس ملاقات میں وہ سب کچھ پایا جس کا میں نے خواب دیکھا تھا۔ میں نے ایک ناقابل بیان راحت محسوس کی۔ مجھے لگا جیسے میرے سینے سے روشنی نکل رہی ہے۔ میں جانتا تھا کہ جماعت بہت منظم ہے۔ لیکن جو کچھ میں نے دیکھا وہ میرے تصور سے بڑھ کر ہے۔ ایسا روحانی ماحول میں نے زندگی میں نہیں دیکھا۔ ہر کام منظم انداز سے ہو رہا تھا اور ہر چھوٹا بڑا اپنے کام میں مگن اور ہشاش بشاش نظر آتا تھا۔

ایک سیرین مہمان عادل بکور صاحب لکھتے ہیں: میں پہلی بار جماعت احمدیہ کے جلسہ میں شریک ہوا۔ جلسہ بہت اچھا تھا۔ اور نظام بہترین تھا۔ جلسہ کا ماحول مکمل طور پر اسلامی اور روحانیت سے بھرپور تھا۔ خیر و برکت سے کوئی چیز خالی نہیں تھی۔ تمام احمدی اور مہمان ہمارے ساتھ بہت اچھے اور مہمان نواز تھے۔ کھانا وغیرہ ہر وقت میسر تھا۔ جلسہ کے متعلق میں کوئی بھی منفی بات نہیں کرسکتا۔ ہر چیز اپنی جگہ پر بہترین تھی۔ میری ذاتی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد میرا سینہ کھولے گا اور میں جماعت میں شامل ہو جاؤں گا۔ میں ہمیشہ آپ سے ہر سال ملنے اور حاضر ہونے کی امید کرتا ہوں۔

مکرم عبد اللہ عزت عقیلی صاحب کا تعلق مصر سے ہے اور آجکل فرانس میں فزکس میں ماسٹرز کر رہے ہیں۔ وہ جلسہ جرمنی کے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: چونکہ فزکس میں ہر چیز کو شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اس لیے ہر چیز میں شک کرنا میری طبیعت کا بھی حصہ بن گیا۔ گو میں نے بیعت تو بہت عرصہ پہلے کی تھی اور جماعت و خلافت کے ساتھ تعلق بھی تھا لیکن آہستہ آہستہ دیگر امور کے علاوہ جماعت کے بارہ میں بھی شکوک پیدا ہو گئے اور میں جماعت سے دور ہونے لگا۔ امسال جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے کیلئے حاضر ہوا تو رجسٹریشن میں کچھ تاخیر ہو گئی اور میں جلسہ گاہ اس وقت پہنچا جب حضور انور جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ جلسہ گاہ میں داخل ہوتے ہی خطبہ کے جو الفاظ میرے کانوں میں پڑے وہ یہ تھے کہ ”اگر انسان ہر بات پر بدظنی کرنے لگے تو شاید ایک دم بھی دنیا میں نہ گزار سکے۔ وہ پانی نہ پی سکے کہ شاید اس میں زہر ملا دیا ہو۔ بازار کی چیزیں نہ کھا سکے کہ ان میں ہلاک کرنے والی کوئی شئے ہو۔ پھر کس طرح وہ رہ سکتا ہے۔“ یہ الفاظ سنتے ہی میں اندر سے ہل کر رہ گیا۔ ایسے لگا کہ جیسے میرا اس وقت جلسہ گاہ میں آنا خدائی تقدیر تھا کیونکہ پہلا جملہ ہی میری مرض کا علاج تھا اور جیسے مجھے ہی مخاطب کر کے کہا جا رہا تھا۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے شکوک اور بدظنیاں ختم ہو گئیں۔ الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے جلسہ سالانہ میں شرکت کی بدولت مجھے شکوک و بدظنیوں سے نجات عطا فرمائی۔

محمد طاہر ندیم صاحب (عربی ڈیسک یوکے) جو شعبہ ترجمانی کے تحت جلسہ جرمنی میں موجود تھے۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: جلسہ کے تیسرے روز ہم ایم ٹی اے العربیہ کے ایک لائیو پروگرام میں شرکت کیلئے محمد شریف عودہ صاحب کے ساتھ انتظار کر رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میرا نام مہدی بُسطی ہے اور میں رُشدی بُسطی صاحب کا بیٹا ہوں جنہوں نے مولانا جلال الدین شمس صاحب کے ذریعہ حیفا میں 1928ء میں بیعت کی تھی۔

ہم یہ سن کر بہت خوش بھی ہوئے اور حیران بھی کہ اتنے لمبے عرصہ تک یہ کہاں رہے ہیں۔ ان سے بات کر کے معلوم ہوا کہ گو ان کے والد صاحب حیفا کے اوائل احمدیوں میں سے تھے اور نہایت مخلص اور فعال احمدی تھے۔ وہ حیفا سے دمشق منتقل ہو گئے اور ان کی وفات کے بعد ہماری ساری فیملی کا احمدیوں سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ لیکن ہم میں احمدی افکار اور جماعت سے ایک طرح کا تعلق ہمیشہ زندہ رہا۔ دمشق کے حالات خراب ہوئے تو تقریباً سات سال قبل میں جرمنی آ گیا اور سٹٹ گارٹ کے علاقے میں رہائش اختیار کی۔ چند روز قبل فیس بک پر میرے ایک دوست نے جلسہ سالانہ جرمنی کا اعلان پوسٹ کیا تو میں نے رابطہ کر کے اس میں شامل ہونے کی درخواست کی۔ اور پھر آج جلسہ میں حاضر ہو گیا۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ جماعت اس قدر ترقی کر چکی ہوگی اور اتنے وسیع پیمانے پر جلسہ منعقد کر رہی ہوگی۔ اور میری ملاقات حیفا کے کسی احمدی (یعنی محمد شریف عودہ صاحب) سے بھی ہو جائے گی۔

ان کی باتیں سن کر شریف عودہ صاحب نے انہیں لائیو پروگرام میں بٹھا لیا اور پھر انہوں نے وہاں یہ ساری باتیں اور اپنے مرحوم والد اور اپنے بارہ میں مزید امور بیان کیے جن کو سن کر ناظرین بہت محظوظ ہوئے اور بہت ایمان افروز تبصرے موصول ہوئے۔

انہوں نے بتایا کہ ان کے والد صاحب کا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ خطوط کے ذریعہ مضبوط رابطہ تھا۔ اور انہوں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطوط سنبھال کر رکھے ہوئے تھے۔

والد صاحب کی چار بیٹیاں تھیں۔ انہوں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اولادِ نرینہ کیلئے دعا کی درخواست کی تو حضور کا جواب موصول ہوا کہ میں نے دعا کی ہے اور اگر آپ کا بیٹا پیدا ہو تو اس کا نام ہادی رکھنا۔ چنانچہ حضور کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور میری چار بہنوں کے بعد بڑا بھائی پیدا ہوا۔

اسکے کچھ عرصہ بعد میرے والد صاحب نے دوبارہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک اور نرینہ اولاد ہونے کیلئے دعا کا خط لکھا تو حضور کا جو اب موصول ہوا کہ میں نے دعا کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارے ہاں ایک اور بیٹا پیدا ہوگا اور میں نے اس کا نام مہدی رکھا ہے۔

میرے والد صاحب نے یہ بات اپنے حلقہ احباب میں بتائی تو سب نے اعتراض کیا کہ کیا تمہارے خلیفہ کو غیب کا علم ہے جو اتنے وثوق سے یہ کہہ سکتے ہیں؟ وہ توقع کر رہے تھے کہ یہ بات درست ثابت نہیں ہوگی اور انہیں جماعت پر مزید اعتراض کا موقع ملے گا۔

لیکن تقریباً ایک سال کے عرصہ میں بالکل ویسے ہوا جیسے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خط میں لکھا تھا اور میرے والدین کے ہاں میری پیدائش ہوئی۔ یہ نشان دیکھ کر اس وقت شاید بیس کے قریب لوگ احمدیت میں شامل ہوئے۔

پھر جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یورپ کے سفر کے دوران دمشق میں قیام فرمایا تو میرے والد صاحب مجھے لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مجھے فرمایا کہ جاؤ خلیفہ وقت کی دست بوسی کرو۔ یوں مجھے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کو بوسہ دینے کا شرف حاصل ہے۔

الحمد للہ کہ مہدی بُسطی صاحب کے ساتھ مجلس بہت اچھی رہی۔ شریف عودہ صاحب نے حیفا میں بعض پرانے احمدیوں کو ان کی تصویر بھیجی تو اکثر نے یہ کہا کہ یہ تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی استجابت دعا کا معجزہ ہیں۔

اسکے بعد مہدی بُسطی صاحب نے بفضلہٖ تعالیٰ بیعت میں بھی شمولیت اختیار کی۔ تاہم بعض کتب بھی ساتھ لے کر گئے اور دوبارہ سب کچھ پڑھ کر غور کرنے کا عزم کیا ہے۔ اللہ کرے کہ انہیں عمر کے اس حصہ میں دوبارہ جماعت کا فعال رکن بننے کی توفیق مل جائے۔ آمین

سومی محمد امین صاحب کا تعلق الجزائر سے ہے۔ وہ پہلی بار جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: مجھے اور میری اہلیہ کو زندگی میں پہلی بار کسی جلسہ میں شامل ہونے اور خلیفۂ وقت کی بالمشافہ زیارت اور ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ جلسہ کے پہلے روز جب میں اپنی اہلیہ کے ساتھ جلسہ گاہ کے ایریا میں داخل ہوا تو ہم دونوں نے مسک کی اسی خوشبو کو محسوس کیا جس کا احساس ہمیں 2018ء میں مکہ مکرمہ میں عمرہ ادا کرتے وقت ہوا تھا۔

فاطمۃ الزہراء حشمان صاحبہ جن کا تعلق الجزائر سے ہے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: ہفتہ کے روز جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کی حقیقت
تبھی ظاہر ہوگی جب دین کو سمجھنے کی کوشش کریں گے

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2023ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔ بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔ اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ اجتماع کا مقصد
دینی، علمی، اخلاقی اور روحانی ترقی ہے

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2023ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

لجنہ کے ہال میں داخل ہوئے تو حضور انور کے چہرہ مبارک سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ مجھے ایسے لگا جیسے آسمان سے ایک خاص روحانی قوت نازل ہو کر پورے ہال میں پھیل گئی ہے۔اور میں اس پرسکون روحانی قوت میں ڈوبتی جارہی ہوں۔

جب خلیفہ وقت خطاب فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے تو ایسے لگا کہ کوئی فرشتہ سامنے کھڑا ہے۔آپ کی عاجزی وانکساری ایک صاف پانی کے چشمہ کی طرح آپ کے پورے وجود سے مترشح ہو رہی تھی۔

حضور انور کی ہال سے واپسی سے قبل میں نے سوچا میں حضور انور کو جی بھر کے دیکھ لوں اور جب میں نے دیکھنا شروع کیا تو محسوس ہوا کہ میرا دل پگھل رہا ہے۔ میرے آنسو بشدت بہنے لگے۔ مجھے لگا کہ جیسے میرے نفس کی بنجر زمین پر موسلا دھار بارش برسنے لگ گئی ہو۔ایسی حالت کا عجیب نظارہ تھا کہ میں محسوس کر رہی تھی جیسے وہاں میرے اور خلیفہ وقت کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ اور میرا دل حضور انور کی طرف نظر کرنے سے اور آپ کی محبت میں پگھلا جا رہا تھا اور آنسو تھے کہ بہتے جاتے تھے۔

بعد ازاں نو بجے حضور انور نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

مہمانوں کے تاثرات

آج کی اس تقریب کے بعد جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمن اور دوسرے مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے مہمانوں سے خطاب فرمایا۔اس تقریب میں شامل ہونے والے بہت سے مہمان اپنے جذبات اور تاثرات کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکے۔

ایک جرمن مہمان الیاس شٹائن (Ilyas Stein) نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب بہت اچھا تھا اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ خلیفہ کے خطاب کا سارا دار و مدار حقیقی امن کا قیام ہے۔ مجھے یہ بات بہت اچھی لگی کہ اسلام کے ایک عظیم مذہبی راہنما کی طرف سے آج کے اس تاریک دور میں امن پر خاص توجہ دی گئی۔ مجھے اس بات نے بھی بہت متاثر کیا ہے کہ مسلمانوں کو نہ صرف مسلمانوں کی حفاظت کا حکم ہے بلکہ وسیع طور پر ہر ایک کی بغیر بلا تمیز قوم و مذہب حفاظت کا حکم ہے۔خلیفہ کے خطاب نے بہر حال اسلام کے بارہ میں میرے تصور کو بدل دیا ہے اور خلیفہ کی شخصیت ایسی ہے جو دوسری بڑے نامور شخصیات کی طرح دور معلوم نہیں ہوتی بلکہ بہت قرب کے تعلق والی اور ہمدرد معلوم ہوتی ہے۔

ایک جرمن مہمان گُنتہ مؤوَا (Gunter Moar) نے کہا کہ میں مذہب اسلام کو critical نظر سے دیکھتا ہوں مگر میں نے پھر بھی خلیفہ کے خطاب کو بہت توجہ سے سنا ہے یہاں تک کہ خلیفہ نے جو حوالے اپنے خطاب میں بیان فرمائے ہیں میں نے ان کو بھی چیک کیا ہے۔ میں تسلیم کرنے پر مجبور ہوں کہ خلیفہ کا خطاب سن کر مجھے بہت حیرانگی ہوئی ہے کہ خلیفہ نے امن اور بھائی چارہ پر اتنا زور دیا ہے۔ بلاشک خلیفہ نے بہت اچھا خطاب فرمایا ہے۔ میں یہ بار بار کہنے پر مجبور ہوں کہ میری حیرانگی کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کیونکہ خلیفہ نے اسلام کی امن پسند تصویر دکھائی ہے جو یہاں عموماً نظر نہیں آتی۔ یقیناً اسلام کے بارہ میں میرے نظریہ میں آج بہت بڑا اضافہ ہوا ہے کیونکہ اس سے پہلے میں اسلام کو امن کا مذہب بھی تصور نہیں کر سکتا تھا اور اسلام کی امن کی تعلیمات کا مجھے علم نہیں تھا۔ میں نے آج سب سے پہلے خلیفہ کا لجنہ سے خطاب مردانہ ہال کی سکرین پر دیکھا اور مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ خلیفہ ہیں مگر میں تب ہی بہت متاثر ہوا تھا اور سوچ رہا تھا کہ جماعت کا یہ مقرر ہی اتنا charismatic ہے تو ان کا خلیفہ کتنا عظیم ہوگا۔ پھر جب ابھی مہمانوں سے خطاب کیلئے میں نے دیکھا کے سٹیج پر یہی مقرر تشریف لا رہے ہیں تو یہ جان کر مجھے خوشی ہوئی کہ یہی خلیفہ ہیں۔

ایک مسلمان سپینش مہمان نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ حضور نے اسلام کے موجودہ حالات کے مختلف اہم امور پر اچھی طرح روشنی ڈالی ہے اور بہت اچھا خطاب فرمایا ہے۔ خاص طور پر اسلام میں خواتین کے مقام پر جو آپ نے روشنی ڈالی ہے وہ مجھے بہت اچھی لگی ہے۔حضور کے خطاب سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کا تعلق نام نہاد مسلمانوں کے غلط اعمال سے نہیں۔ حضور کے بارہ میں میں اپنے جذبات بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے حضور کو آج پہلی بار دیکھا ہے اور اتنی قریب سے دیکھا ہے اور پھر آپ کی اقتدا میں نماز بھی پہلی دفعہ ادا کی ہے مگر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ ایک پر امن انسان ہیں جو ہمیں واقعةً امن کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ آپ کی شخصیت نہایت مضبوط ہے جس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ آپ کی صحبت میں مجھے امن اور حفاظت محسوس ہوتی ہے۔ میں اسلام کے بارہ میں کافی confuse رہتا تھا مگر پھر میں نے حضور کے خطابات سننے شروع کیے تو وہ سب confusion دور ہو گئی ہے اور اب میں کبھی بھی آپ کے خطابات سننا نہیں چھوڑوں گا کیونکہ آج مسلمانوں کو درپیش تمام مسائل کا حل حضور کے ارشادات میں ہے۔

ایک جرمن مہمان وِلفَفید کیرنتکے (Wilfred Kerntke) جو کہ ایک Business Consultant ہیں نے کہا: مجھے یہ بات پسند آئی ہے کہ خلیفہ نے لوگوں کو واضح طور پر بتایا ہے کہ ان کے اعمال کیسے ہونے چاہئیں نہ کہ صرف زبانی اعتقاد پر اکتفا ہو۔ میں اس مختصر وقت کے بعد یہ تو نہیں بتا سکتا کہ خلیفہ کا وجود کیسا ہے لیکن بہر حال ایک پاک انسان معلوم ہوتے ہیں۔

ایک Georgian خاتون مہمان نے کہا: میں نے آج خلیفہ کے دونوں خطاب سنے اور دونوں خطاب بہت عمدہ تھے اور بہت گہری حکمتوں سے پر تھے۔ خلیفہ کے خطاب سے مجھے آج یہ بات سمجھ آئی ہے کہ حقیقی integration کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے مذہب، قوم اور انسانیت کی خدمت کرے۔ مجھے لگتا ہے کہ خلیفہ بہت گہری سوچ رکھنے والے اور ہر ایک کو سچے دل سے خوش آمدید کہنے والی شخصیت ہیں۔ مجھے خلیفہ کی تلاوت بہت پسند آئی ہے کیونکہ اس میں بہت نرمی اور سکون ہے مگر ساتھ ہی آپ کی تلاوت میں ایک عجیب طاقت بھی ہے۔ میں نے ایسی تلاوت پہلے کبھی نہیں سنی۔ مجھے جلسہ سالانہ کا ماحول بہت پسند آیا ہے کیونکہ یہاں ہر قسم کی قوم و نسل اور ہر مذہب کے لوگ بڑی محبت اور اتفاق کے ساتھ پر امن اکٹھے ہوئے ہیں جو کہ مجھے اپنے ملک میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔ خلیفہ کے لجنہ سے خطاب میں مجھے پہلی دفعہ اسلام کی عورتوں کے مقام کے بارہ میں تعلیم میں اتنی وسعت کا پتا چلا ہے کہ ایسی مسلمان عورتیں بھی گزریں ہیں جنہوں نے جنگوں میں بھی بڑے اہم کردار ادا کیے۔ یہ میرے لیے بڑی حیران کن بات تھی۔

ایک جرمن مہمان کیوِن (Kevin) نے کہا: میں تو خلیفہ کے خطاب کو سن کر بس حیران رہ گیا ہوں۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ کیا کہوں لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ ہر ایک کو ان سب باتوں پر عمل کرنا چاہئے جو خلیفہ نے بیان فرمائی ہیں۔ خلیفہ نے مسکراہٹ کے بارہ میں جو بات بیان کی وہ بہت ضروری ہے۔اس کی کمی جرمنی میں بہت زیادہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خلیفہ ایک بہت ہی impressive شخصیت ہیں جن کو اتنا زیادہ تجربہ ہے کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ عورتوں کے مقام کے بارہ میں آپ کے ارشادات سے مکمل طور پر متفق ہوں اور سمجھتا ہوں کہ جو بھی خلیفہ نے بیان کیا ہے وہ سب سچ ہے۔

ایک سپینش نو مبائع عیسیٰ کارَابلی (Eisa Carabali) نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب بہت اچھا اور ضروری تھا کیونکہ کئی لوگ اسلام کو تشدد اور دوسرے مذاہب کو برا بھلا کہنے والا مذہب سمجھتے ہیں۔ میں آپ کے خطاب کو وقت کی مناسبت سے بہت موزوں اور ضروری سمجھتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ خلیفہ کے خطاب جیسے مزید تقاریر کی جائیں تاکہ لوگوں کو اسلام کی اصلی تعلیم کا مزید پتا چلے۔ خلیفہ کے خطاب میں سے سب سے اہم باتیں یہ تھیں کہ اسلام تشدد پسند نہیں ہے اور عورتوں کی عزت کو قائم کرتا ہے۔ خلیفہ کا طرز بیان مجھے بہت اچھا لگا کیونکہ آپ نرمی اور سکون سے بولتے ہیں۔ بہر حال یہ بات بہت عیاں تھی کہ خلیفہ ایک حقیقی مسلمان ہیں۔

ایک جرمن مہمان یُولیان سَلوَار موزِر (Julian Salvar Moser) نے کہا کہ خلیفہ مجھے بہت open اور بہت ہمدرد لگے ہیں اور محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے جو بھی فرمایا وہ گہرے تجربہ کی بنیاد پر فرمایا ہے۔ خلیفہ نے یہ جو بات بیان فرمائی کہ انسان جس ملک میں رہے اُس ملک کی خدمت کرے اور اسلام ہمسایوں کی تعریف کو ساتھ والے چالیس گھروں تک وسعت دیتا ہے کیونکہ یونہی حقیقی طور پر ہر ایک کا خیال رکھا جا سکتا ہے۔ عیسائیت نے بھی ہمسایوں کے حقوق کے بارہ میں تعلیمات دی ہیں مگر یہ نہیں بتایا کہ ہمسائیگی میں کون کون شامل ہے اسی وجہ سے صرف ساتھ والے کو ہمسایہ شمار کیا جاتا ہے جبکہ اسلام نے اس سے زیادہ بہتر تعلیم پیش کی ہے۔

ایک افریقن مسلمان مہمان عُمار (Omaar) نے کہا میں حیران ہوں کہ جماعت جلسہ سالانہ جیسا بڑا اور وسیع پروگرام صرف احبابِ جماعت کے چندوں سے کیسے منعقد کر سکتی ہے۔ میں خلیفہ کو دیکھ کر بھی حیران ہوا ہوں کیونکہ آپ کا وجود پرسکون اور پر امن ہے اور آپ کی شخصیت گہرا اثر چھوڑنے والی ہے۔

ایک جرمن نو مبائع تم کُرُندَمَن (Tim Krunderman) نے کہا کہ میں نے ایک ہفتہ پہلے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت پائی ہے۔ مجھے حضورِ انور کا خطاب بہت اچھا لگا ہے اور آپ کے خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میرے لیے یہ بات نئی تھی کہ اسلام نے عورتوں کو کتنے وسیع حقوق دیے ہیں اور عورتوں کا مقام اسلام میں کتنا اعلیٰ ہے۔اس سے زیادہ حیران کن بات میرے لیے یہ تھی کہ عورتوں کے یہ حقوق اور مقام اسلام نے بہت عرصہ قبل ہی قائم کر دیے ہوئے تھے۔

حضور انور کا خطاب سن کر مجھے ایک مسلمان ہونے پر بہت فخر اور خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ حضورِ انور کا وجود بہت متاثر کرنے والا قوی اور روحانی وجود ہے۔ حضورِ انور کی صحبت میں بیٹھنا میرے لیے موجب سکون اور دل کو نرم کرنے والا تجربہ تھا اور عین یہی احساسات اور جذبات میرے دل میں تب بھی اجاگر ہوتے ہیں جب میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مبارک تصاویر کو دیکھتا ہوں۔

ایک جرمن مہمان مکس (Max) نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب مجھے بہت اعلیٰ اور متاثر کن لگا۔ خاص طور پر امن اور عورتوں کے حقوق کی تعلیم مجھے بہت پسند آئی ہے۔ یہ تعلیمات دیگر لوگوں تک پہنچانا بہت ہی ضروری ہے۔

ایک جرمن عیسائی مہمان کرِستیان پیشکِن (Christian Peschken) جو کہ ایک کیتھولک ٹی وی کے نمائندہ ہیں۔ انہوں نے کہا: خلیفہ کا خطاب بہت متاثر کن تھا اور آپ نے اپنے خطاب کا دائرہ

eTAX SERVICE
GST Suvidha Kendra

Reyaz Ahmed
GST Consultant/TRP
H.O. F-43A School Road
Khanpur, New Delhi - 110062
www.etaxservice.in
reyaz.reyaz@gmail.com
98178 97856
92780 66905

Our Services
Income Tax Filling
GST Reg. & Return Filling
Pvt. Ltd. Reg. and Accounting Services
Trade Mark and Logo Reg. Services
FSSAI Licence for Food Vendors
MCD License
GeM and Procurement Reg.
Import Export Code

طالبِ دعا: ریاض احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ دہلی)

هوالشافی
N D QAMAR HERBAL & UNANI CLINIC
(Treatment for all kinds of Chronic Diseases)
SINCE 1980
Near Khilafat Gate Qadian (Punjab)
contact no : +91 99156 02293
email : qamarafiq81@gmail.com
instagram : qamar_clinic

سامعین کی وسعت کے مطابق تشکیل دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح خلیفہ نے بنیادی اصول بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ یہ بنیادی اصول بھی خدا نے سکھائے ہیں نہ کہ آج کی United Nations یا کسی اور کے قائم کردہ ہیں۔ اسی طرز پر باقی مذہبی راہنماؤں کو اس وضاحت کے ساتھ اپنے خطاب دینے چاہئیں۔ خلیفہ کا خطاب ایسا تھا کہ اسے محض سن لینا کافی نہیں بلکہ اس پر بہت غور اور فکر کرنا چاہئے کہ آپ کی بیان فرمودہ باتوں سے مراد کیا ہے۔ خلیفہ یقیناً ایک عاجزی اختیار کرنے والے انسان ہیں۔ آپ میں ایک خاص کشش ہے جو محسوس کی جاتی ہے۔ میں نے اسلام کی حقیقی تعلیم کے بارہ میں بہت تحقیق کی ہے اور اسلام کے بارہ میں میرا تصور بہت اچھا ہے۔ خلیفہ نے اسلام میں عورتوں کے بارہ میں جو تعلیمات بیان فرمائی ہیں وہ بہت دلچسپ ہیں مگر میری خواہش ہے کہ لوگ یہ یاد رکھیں کہ یہ حقوق اور مقام کسی NGO یا UNO نے نہیں قائم کیے بلکہ خدا تعالیٰ نے مذہب کے ذریعہ قائم فرمائے ہیں۔

ایک جرمن عیسائی مہمان اَندرِیاس حَیرمَن (Andreas Herrmann) جن کا تعلق protestant چرچ سے ہے۔ انہوں نے کہا: خلیفہ وقت کا خطاب اور وجود دونوں بہت متاثر کن ہیں۔ خلیفہ ایک لیڈر ہونے کے باوجود مجھے عاجزی اختیار کرنے والے انسان معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے نوٹ کیا ہے کہ خلیفہ جو بھی بات بیان فرماتے ہیں اس کا تعلق ہمیشہ قرآن کریم کی تعلیم سے ہوتا ہے۔ میں اس بات کو بہت ضروری اور اچھا سمجھتا ہوں کہ خلیفہ نے اپنے خطاب میں امن اور عورتوں کے حقوق پر بہت زور دیا ہے۔ خلیفہ ایک پرسکون انسان معلوم ہوتے ہیں۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ باوجود اتنی اہم شخصیت ہونے کے خلیفہ کو یہ پسند نہیں کہ ان کی خاطر تالیاں بجائی جائیں۔

ایک جرمن مہمان یَنِک (Yannik) نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب بہت اچھا تھا اور open minded تھا۔ خلیفہ نے اسلام کے بارہ بہت عمدہ معلومات بیان فرمائی ہیں اور مجھے ان تعلیمات سے اس سے پہلے آشنائی نہیں تھی۔ خلیفہ ایک پرحکمت شخصیت معلوم ہوتے ہیں جن کا علم بہت وسیع ہے۔ خلیفہ نے اپنے ارشادات بڑی عمدگی کے ساتھ اور وضاحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں جس کی وجہ سے اب اسلامی تعلیمات مجھ پر واضح ہوگئی ہیں اور میں ان کو صحیح طرح سے سمجھ سکتا ہوں۔

ایک مہمان علی بکر (Ali Bakr) جو کہ آسٹریلیا کی Green Muslims پارٹی کے ترجمان ہیں نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب بہت دلچسپ اور متاثر کن تھا کیونکہ آپ نے جو باتیں بیان فرمائی ہیں وہ نہ صرف مسلمانوں کیلئے بلکہ معاشرہ کے ہر طبقہ کے لوگوں کیلئے ضروری ہیں۔ خلیفہ کا یہ فرمانا کہ امن صرف مسلمان ممالک میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، میرے لیے بہت دلچسپ بات تھی۔ مجھے سب سے زیادہ یہ بات پسند آئی ہے کہ خلیفہ کا طرزِ بیان بہت پرحکمت ہے۔ آپ آرام اور تحمل سے خطاب فرماتے ہیں جس سے لوگ متاثر بھی ہوتے ہیں اور یوں آپ کے ارشادات پر غور و فکر بھی کر پاتے ہیں۔ خلاصۃً یہ کہا جا سکتا ہے کہ خلیفہ ایک بہت اچھے مقرر ہیں۔

ایک جرمن خاتون مہمان رِکیغا (Kira) نے کہا کہ حضور کا خطاب بہت متاثر کن تھا اور آپ نے بہت سارے مختلف اور ضروری امور پر خطاب فرمایا ہے۔ حضور کے خطاب میں سے جو چیز میرے لیے سب سے زیادہ دلچسپ تھی وہ عورتوں اور مردوں کے تعلقات کے بارہ میں تعلیم تھی جس سے اسلام احمدیت کے اعلیٰ اخلاق کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مجھے بہت اچھا لگتا ہے کہ حضور اور جماعت امن کے قیام پر بہت زور دیتے ہیں۔ حضور ایک پرسکون شخصیت ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ کیوں مگر حضور کے الفاظ سیدھا دل کو چھوتے ہیں۔ مجھے یہ بات بہت اچھی لگی ہے کہ خلیفہ نے تحمل اور آرام سے اپنا خطاب فرمایا اور مصنوعی طور پر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش نہیں کی۔

ہنگری کے ایک مہمان جو کہ legal advisor ہیں نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب بہت اچھا تھا اور آپ کا پیغام کہ دنیا میں امن قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے بہت اہم اور ضروری ہے۔ خلیفہ کی ہمدردی صرف جماعت احمدیہ تک محیط نہیں بلکہ تمام انسانیت کیلئے ہے۔ خلیفہ کی شخصیت الفاظ میں میں بیان نہیں کر سکتا مگر خلیفہ کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا ہے۔ آج میرا اسلام کے بارہ میں تصور مکمل طور پر بدل گیا ہے۔ آپ کے خلیفہ نہایت ہی ہمدرد اور پرامن لیڈر ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ایسے لوگ دنیا میں کم ہیں جبکہ آج ان کی بہت ضرورت ہے۔

ایک جرمن خاتون مہمان ماغی (Marie) نے مسلمان نہ ہونے کے باوجود دلی احترام کے اظہار کی خاطر دوپٹہ پہنا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب نہایت ہی متاثر کن تھا۔ میں عیسائی ہوں اور آج خلیفہ کے خطاب کے دوران مجھے دوبارہ محسوس ہوا ہے کہ ہمارا آپس میں فرق صرف معمولی ہے اور ہم مل جل کر پرامن طریقہ سے رہ سکتے ہیں اور میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ دورانِ خطاب میرے دل پہ اتنا اثر ہوا کہ میری آنکھیں نم ہوگئیں۔ خلیفہ نے عورتوں کے بارہ میں جو تعلیمات بیان فرمائی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل اسلام عورتوں کو جو حقوق دیتا ہے وہ وہی ہیں جو خلیفہ نے بیان فرمائے ہیں نہ کہ وہ جو دوسری communities بیان کرتی ہیں اور میں نے خود جلسہ سالانہ پر مشاہدہ کیا ہے کہ ان تعلیمات پر عمل بھی کیا جاتا ہے۔ جب خلیفہ کی تشریف آوری ہوئی تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ خلیفہ کو دیکھ کر فطرتی طور پر میرا خیال عیسائی پوپ کی طرف بھی گیا مگر خلیفہ اور پوپ میں بہت فرق ہے۔ مثلاً خلیفہ ہم سب سے قربت رکھنے والا وجود معلوم ہوتے ہیں جبکہ پوپ کو دیکھ کر ایسا محسوس نہیں ہوتا۔ میں نے اپنی آنکھوں کے ساتھ آج دیکھا ہے کہ خلیفہ کے خطاب اور طرز بیان سے تمام حاضرین بہت متاثر ہوئے ہیں اور خلیفہ کی باتیں سیدھا دل کو چھونے والی تھیں اور میں نے یہاں لوگوں کو روتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

ایک lithuanian خاتون مہمان جو ایک پروفیسر ہیں انہوں نے کہا خلیفہ کا وجود مجھے بہت ہمدرد لگا ہے۔ خلیفہ سے مجھے کالسروئے میں جلسہ سالانہ کے دوران ایک دفعہ delegation ملاقات کے دوران سوال کرنے کا موقع ملا تھا اور میں حیران رہ گئی تھی کہ میرے ایک معمولی سوال پر بھی خلیفہ نے اپنے قیمتی وقت میں سے بہت وقت دیا اور تفصیل سے جواب دیا۔

ایک جرمن مہمان جاَگمو اِیزو (Giaccamo Izzo) جنہوں نے سُنی اسلام اختیار کیا ہے انہوں نے کہا کہ خلیفہ نے اپنا خطاب اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر فرمایا ہے اور آپ نے وہی تعلیمات بیان فرمائی ہیں جن پر ایک مسلمان کو زندگی بھر عمل کرنا چاہئے اور ان کے مطابق دوسروں سے تعلق اختیار کرنا چاہئے۔ جماعت کا ماٹو 'محبت سب کیلئے، نفرت کسی سے نہیں' میں بہت سے گہرے مطالب مخفی ہیں اور دراصل یہ تمام انسانیت کیلئے ہے۔ خلیفہ کا خطاب مجھے اس لیے بھی اچھا لگا کہ آپ نے قرآنی آیات کی بنیاد پر اپنے ارشادات فرمائے ہیں۔ ویسے تو ہم سب کو پتا ہے کہ اچھائی کیا ہے اور برائی کیا مگر یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ اچھائی اچھائی کیوں ہے اور برائی برائی کیوں ہے اور اس پر خلیفہ نے بڑی وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ خلیفہ وقت ایک نرم دل اور خاموش طبع انسان ہیں۔ آپ کی آواز میں سکون ہے۔ آپ کے ارشادات کو انسان بڑی آسانی سے سن اور سمجھ سکتا ہے اور جب خلیفہ کے الفاظ پر انسان غور کرتا ہے تو باقی سب کچھ بھول جاتا ہے۔ جلسہ میں شامل ہو کر مجھے احساس ہوا ہے کہ یہاں پر مجھے نہ صرف زبانی طور پر خوش آمدید کہا گیا ہے بلکہ اس کا اظہار عملی طور پر بھی محسوس ہوا ہے۔

ایک جرمن خاتون مہمان اَنگیلِیکا بَغاؤنے (Angelika Braune) نے کہا کہ مجھے خلیفہ کا خطاب بہت دلچسپ لگا ہے کیونکہ آپ نے بغیر جھجک کے ان تمام امور پر خطاب فرمایا ہے جن کے بارہ میں پبلک میں بات کرنا مشکل ہوتی ہے مگر آپ نے سیاستدانوں کی طرح گول مول بات نہیں کی بلکہ سیدھی اور کھری بات کی ہے اور یہ میرے لیے بہت خوشکن اور تازگی بخشنے والی بات تھی۔ خلیفہ نے فرمایا کہ ہم سب کو مل کر امن قائم کرنے کی خاطر جدوجہد کرنی ہوگی اور یہ کام پہلے چھوٹی سطح پر شروع کرنا ہوگا اور آپ نے اس بارہ میں بہت عمدہ مثالیں بھی دی ہیں۔ خلیفہ کو اس سے قبل میں نے صرف ویڈیو اور تصاویر میں دیکھا تھا مگر آج براہ راست دیکھ کر آپ کی اعلیٰ شخصیت کی ایک خاص کشش مجھے محسوس ہوئی ہے۔ جب آپ ہال میں تشریف لائے تو تمام لوگ صرف خاموش ہی نہیں ہوئے بلکہ ہر ایک نے اپنی مکمل توجہ آپ کی طرف کر دی۔ میرے خیال میں خلیفہ نہ صرف مذہبی طور پر بلکہ عمومی طور پر بھی بہت اچھے لیڈر ہیں کیونکہ مختلف الفاظ میں آپ اپنے پیروکاروں کو یہ احساس دلانے میں کامیاب ہوئے ہیں کہ آپ ان کی فکر کرتے ہیں اور ان کی راہنمائی ہمیشہ بہتری کی طرف ہی کرتے ہیں کیونکہ آپ ان کیلئے صرف بہتری ہی چاہتے ہیں۔ اسلام احمدیت میں عورتوں کے مقام کے بارہ میں مجھے بہرحال ابھی مزید ریسرچ کرنی پڑے گی کیونکہ اس بارہ میں بہت منفی خبریں میڈیا وغیرہ سے ملتی رہتی ہیں مگر میں یہ گواہی دے سکتی ہوں کہ جو تعلیم خلیفہ نے عورتوں کے بارہ میں بیان فرمائی ہے اس کو عملی طور پر احمدی خواتین میں مشاہدہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

ایک جرمن مہمان توبِیاس ویبا (Tobias Weber) نے کہا یہ میرا تیسرا جلسہ سالانہ ہے اور پیغام ایک ہی ہے کہ 'محبت سب کیلئے، نفرت کسی سے نہیں'۔ اس لیے میرے لیے یوں تو کوئی نئی چیز نہیں تھی مگر مجھے دوبارہ سے جلسہ میں شامل ہونے پہ بہت خوشی ہے۔ آج یہ دوسری دفعہ موقع نصیب ہوا ہے خلیفہ وقت ہمارے بہت قریب سے گزرے ہیں اور ہمیں انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ ظاہری بات ہے کہ میرے لیے یہ اتنی بڑی بات نہیں ہوگی جتنی جماعت احمدیہ کے احباب کیلئے ہے مگر مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ احباب جماعت کیلئے اور ان کے ایمان کیلئے خلیفہ وقت کا وجود بہت زیادہ ضروری ہے۔ خلیفہ کو دیکھ کر امن محسوس ہوتا ہے۔ مجھے خلیفہ کا لجنہ سے خطاب بہت پسند آیا ہے اور میں نے گذشتہ سالوں میں کبھی ایسا خطاب نہیں سنا۔

ایک کرگ احمدی مہمان نے کہا کہ حضورِ انور میں مجھے صرف نور ہی محسوس نہیں ہوتا ہے بلکہ کچھ اور بھی محسوس ہوتا ہے جو میرے لیے قاصر البیان ہے مگر دل و نین دونوں بھر آتے ہیں۔

ایک جرمن مہمان نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب مجھے بہت اچھا لگا ہے کیونکہ اس میں بہت سارے حالیہ اور ضروری امور مثلاً عورتوں کے حقوق کا احاطہ کیا گیا ہے اور آپ نے ان امور پر بڑی عمدگی کے ساتھ وضاحت فرمائی ہے۔ خلیفہ عاجزی اختیار کرنے والے اور عالم انسان معلوم ہوتے ہیں۔ آپ پرحکمت ہیں اور جو آپ بات بیان فرماتے ہیں اس پر آپ کو مکمل عبور حاصل ہے اور آپ well informed بھی ہیں۔ اس وجہ سے آپ کا لوگوں پر بہت گہرا اثر ہے۔ مجھے یہ بات اچھی لگی ہے کہ خلیفہ نے اس بات کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ اسلام کا شدت پسندی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ جھگڑوں کو ختم کرے۔ مجھے بہت اچھا لگا ہے کہ آپ نے ان ضروری امور کو تکرار سے بیان فرمایا ہے۔

ایک ترک مہمان نے کہا کہ خلیفہ سے ایسی شعاعیں محسوس ہوتی ہیں جنہیں میں بیان نہیں کر سکتا مگر ان شعاعوں نے تمام ہال کو بھر دیا تھا۔ (باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

❁ جلسہ سالانہ ایک نہایت ہی منفرد تقریب ہے جو ہمیں ایمان اور اسلام کے بارے میں علم حاصل کرنے، ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی سچی تعلیمات اور قرآن کو سمجھنے کے قابل بناتی ہے

❁ آپ کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہونا چاہئے جو کہ ہمارا خالق ہے، اگر یہ مقصد نہیں ہے تو جلسہ میں آنا عبث اور بے فائدہ ہوگا

❁ آپ کو باقاعدگی کے ساتھ میرے خطبات کو سننا چاہئے، ان کو سمجھنا چاہئے اور میری نصائح اور ہدایات پر عمل پیرا ہونا چاہئے

جماعت احمدیہ کوسووو کے 10ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ کوسووو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا دسواں جلسہ سالانہ 21و22رمئی 2023ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو بابرکت اور کامیاب کرے اور جلسے میں شریک تمام احباب بے پناہ روحانی ترقیات حاصل کرنے والے ہوں اور آپ سب نیکی اور تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔

یہ بات یاد رکھیں کہ یہ جلسہ کوئی عام پروگرام یا میلہ نہیں ہے بلکہ نہایت ہی اہم اجتماع ہے جس کی بنیاد خود اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ یہ ایک نہایت ہی منفرد تقریب ہے جو ہمیں ایمان اور اسلام کے بارے میں علم حاصل کرنے، ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی سچی تعلیمات اور قرآن کو سمجھنے کے قابل بناتی ہے جن (تعلیمات) کا احیا اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ نے کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''اس جلسہ کے اغراض میں سے سب سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔''

(اشتہار 27رد سمبر 1892ء، مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 360، ایڈیشن 2018ء)

اس لیے آپ کو جلسہ کی کارروائی سے مستفید ہونا چاہئے تا کہ آپ سیکھ سکیں کہ کیسے نیکی کے کاموں میں آگے بڑھتے ہوئے اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے اپنے روحانی اور اخلاقی معیاروں کو بلند کرنا ہے۔ درحقیقت آپ کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہونا چاہئے جو کہ ہمارا خالق ہے۔ اگر یہ مقصد نہیں ہے تو جلسہ میں آنا عبث اور بے فائدہ ہوگا۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا۔ تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ تقویٰ اور طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ اسے دوبارہ قائم کرے۔''

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 277-278، ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے ممبر ہیں۔ اس لیے آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ نے عہدِ بیعت کیا ہے اور آپ کو اس کی تمام شرائط کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ بطور احمدی مسلمان آپ سے توقع کی جاتی ہے کہ آپ کے تمام کاموں میں ممتاز رویہ نظر آئے۔ خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کیلئے رحم اور مروت کے جذبات ہوں۔ آپ کو اچھائی، دیانتداری، سچائی، نیکی اور خاص طور پر تقویٰ کی اعلیٰ مثال قائم کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس جماعت کو اسلام کے احیا اور انسانیت کی خدمت کے مقصد کیلئے اللہ نے خود بنایا ہے۔

اس کے علاوہ آپ کو اپنے ملک کے مثالی اور وفادار شہری ہونا چاہئے اور اپنی قوم کیلئے پیار کا اظہار کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ حضرت محمد ﷺ کی بنیادی تعلیمات میں سے ایک ہے کہ اپنے وطن سے محبت ایمان کا اہم حصہ ہے۔ میں آپ کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے بابرکت نظام کے ساتھ ہمیشہ وفادار رہیں۔ آج اسلام کا احیا اور دنیا میں امن صرف خلافت کے نظام پر عمل پیرا ہو کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ آپ کو باقاعدگی کے ساتھ میرے خطبات کو سننا چاہئے، ان کو سمجھنا چاہئے اور میری نصائح اور ہدایات پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

تبلیغ ہر احمدی مسلمان کے لیے ضروری ہے چنانچہ آپ کو اللہ کی مدد اور ہدایت کیلئے خاص طور دعا کرنی چاہئے، بہتر طریق پر منصوبہ بندی کرنی چاہئے اور کوسووو کے لوگوں تک اسلام احمدیت کا خوبصورت پیغام پہنچانے کیلئے کارگر سکیمیں بنانی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک کام میں کامیاب کرے۔

آخر پر میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو کامیاب کرے اور آپ کو تقویٰ کی راہ میں ترقی کرنے کی توفیق دے۔ اللہ کرے کہ آپ اسکا قرب حاصل کرنے والے ہوں اور وہ ہمیشہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اللہ آپ سب پر رحم فرمائے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 13رجون 2023)

❁ آپ نے ایسے انصار سے جو پنجوقتہ نمازیں ادا نہیں کر رہے، پوچھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور نماز نہ پڑھنے کا کیا عذر پیش کریں گے؟

❁ سیکرٹری تربیت کا یہ کام ہے کہ وہ ایمان کو بڑھائیں، صحیح تربیت کریں ❁ سیکرٹری تبلیغ کا کام ہے کہ تبلیغ کریں اور مجالس اور جماعتیں قائم کریں

❁ انصار کی صحت کیلئے بھی کوئی پروگرام بنایا ہے؟ ❁ سائیکل پر کام پر جانا چاہئے تا کہ آلودگی کو کم کیا جا سکے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اراکین نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ امریکہ کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح و ہدایات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 4رد سمبر 2021ء کو اراکین نیشنل مجلس عاملہ مجلس انصار اللہ امریکہ سے آن لائن ملاقات فرمائی۔ حضور انور اس ملاقات کیلئے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں رونق افروز ہوئے جبکہ اراکین نیشنل عاملہ نے مسجد بیت الرحمٰن Maryland امریکہ سے شرکت کی۔

اس ملاقات کے دوران حضور انور نے جملہ اراکین مجلس انصار اللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور ان کے شعبہ جات میں بہتری لانے کیلئے ہدایات سے نوازا۔

قائد صاحب عمومی سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور نے استفسار فرمایا کہ آپ کی کل مجالس کتنی ہیں امریکہ میں؟ انہوں نے بتایا کہ 61 مجالس ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ کی کل سٹیٹس 50 ہیں اور مجالس صرف 61 ہیں۔ آپ کی کل مجالس تو سٹیٹس کے مقابل پر دس گنا ہونی چاہئیں۔ اس لیے 500 مجالس کیوں نہیں ہیں۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ بعض سٹیٹس میں مجالس نہیں ہیں اور بعض میں ایک سے زیادہ ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا یہ آپ کا کام ہے اور آپ کے سیکرٹری تبلیغ کا کام ہے کہ تبلیغ کریں اور وہاں مجالس اور جماعتیں قائم کریں۔ نیز فرمایا کہ آپ کی رائے میں کتنے قائدین فعال ہیں؟ (ازراہ تفنن فرمایا) گو یہ ایک مشکل سوال ہے۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ حضور میرا خیال ہے کہ وہ فعال طور پر کام کر رہے ہیں (ازراہ تفنن فرمایا) یہ تو سیاسی جواب دیا ہے آپ نے۔

نائب صدر صف دوم (عمر 40 سے 54 سال) سے گفتگو فرماتے ہوئے حضور انور نے ورزش کی اہمیت کو اجاگر فرمایا نیز فرمایا صف دوم کے انصار کو باقاعدہ ورزش کرنی چاہئے اور جب ممکن ہو سکے سائیکل پر کام پر جانا چاہئے تا کہ آلودگی کو کم کیا جا سکے۔

ایک دوسرے ممبر عاملہ سے مخاطب ہو کر حضور انور نے توجہ دلائی کہ ایسے احمدی مسلمانوں کو ہنر اور ٹریننگ دینی چاہئے جنہیں نوکری ڈھونڈھنے میں مشکلات کا سامنا ہے خاص طور پر ایسے (احباب) جو مہاجر ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جو احباب نوکری کے حوالہ سے پریشان ہیں ان کو ایسے احمدیوں کے ساتھ منسلک کرنا چاہئے جن کا اپنا کاروبار ہے تا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کر سکیں۔

قائد صاحب تربیت سے مخاطب ہو کر حضور انور نے فرمایا کہ اس سال آپ کا کیا پلان ہے؟ اس پر انہوں نے عرض کی کہ اس سال دو پروگرام ہیں پہلا تو یہ کہ سو فیصد انصار اپنی پنجوقتہ نمازیں ادا کرنے والے ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کیا آپ نے ایسے انصار سے جو پنجوقتہ نمازیں ادا نہیں کر رہے پوچھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور نماز نہ پڑھنے کا کیا عذر پیش کریں گے؟ انہوں نے بتایا کہ حضور ہر دو ماہ بعد ہم عشرہ صلوٰۃ مناتے ہیں اور اس دوران خاص طور پر جملہ ممبران کو بلاتے ہیں اور انہیں مسجد لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: اس عمر میں انصار کو کم از کم اللہ تعالیٰ کو کسی بھی دوسری چیز سے زیادہ یاد رکھنا چاہئے۔

قائد صاحب تبلیغ نے بتایا کہ سوشل میڈیا پر انصار احباب اس لیے تبلیغ نہیں کر رہے یا تذبذب کا شکار ہیں کہ اس کی وجہ سے لوگ بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں نکالیں گے اور فائدہ کی بجائے اس کا زیادہ نقصان ہوگا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی ایک شخص بھی ہدایت پا جائے تو آپ نے اپنا مقصد پا لیا۔ تو صرف اس وجہ سے آپ کی تبلیغی سرگرمیاں رکنی نہیں چاہئیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو صبح سے شام تک ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ اگر آپ پاکستان چلے جائیں تو آپ کو احمدیوں کے بارے میں غیر احمدیوں کی مسجدوں سے صرف گالیاں اور لعنتیں سننے کو ملیں گی۔ تو کیا ہم اس وجہ سے اپنا کام بند کر دیں؟ اس لیے یہ کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ کووِڈ کی وبا کب تک رہے گی تو ہم اس وبا کی وجہ سے اپنا کام تو نہیں روک سکتے۔ ہمیں اپنا پیغام پھیلانے کیلئے ہمیشہ نئے ذرائع اور طریقے تلاش کرنے چاہئیں۔

حضور انور نے (از راہ شفقت) قائد صاحب صحت جسمانی سے استفسار فرمایا کہ آپ نے اپنی صحت کے علاوہ انصار کی صحت کیلئے بھی کوئی پروگرام بنایا ہے؟ اس پر انہوں نے عرض کی کہ جی حضور نائب صدر صف دوم کے ساتھ یہ پروگرام بنایا ہے کہ کم از کم 35 فیصد یا اس سے زیادہ انصار باقاعدگی کے ساتھ ورزش کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اچھا۔ کتنے ممبران عاملہ ورزش کرتے ہیں انہوں نے بتایا کہ رپورٹس کے اعداد و شمار کے مطابق اکثر ممبران عاملہ ورزش کرتے ہیں۔ جن میں سے بعض سائیکل چلاتے ہیں جبکہ دوسرے دوڑ لگاتے ہیں۔

حضور انور نے ایک غانین دوست مکرم مولوی ابو بکر سعید صاحب آف ٹمالے سے نہایت مشفقانہ گفتگو فرمائی اور فرمایا کہ آپ کو بطور ناصر دیکھ کر مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں۔ مکرم مولوی ابو بکر سعید نے بتایا کہ انہیں بطور ناظم اعلیٰ مڈ ویسٹ ریجن کے طور پر خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ نیز حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ ان کے ریجن میں پانچ مجالس ہیں۔

ناظم اعلیٰ صاحب Great Lakes ریجن نے حضور انور سے سوال پوچھا کہ عمومی طور پر زعماء میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ جماعت کے 30 فیصد افراد کا جماعت کے ساتھ مضبوط تعلق ہوتا ہے جبکہ 70 فیصد کا تعلق بس پورا پور ہوتا ہے۔ مجلس عاملہ اس تصور کو بدلنے میں کیا کردار ادا کر سکتی ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اس کیلئے ایک مستقل کوشش درکار ہے۔ ہم زبردستی تو نہیں کر سکتے۔ اس کا انحصار ان کے ایمان پر ہے۔ سیکرٹری تربیت کا یہ کام ہے کہ وہ ایمان کو بڑھائیں۔ صحیح تربیت کریں۔ پھر ہر سطح پر متعلقہ ناظمین تربیت کو یہ کام کرنا چاہئے۔ یوں یہ ایک مجموعی کوشش ہے ہر ناظم تربیت قائد تربیت اور دیگر متعلقہ شعبہ کی۔ یہی ہے جو ہم کر سکتے ہیں۔ ہم ان کو مجبور نہیں کر سکتے۔ اس کا ان کے ایمان کے ساتھ تعلق ہے۔ اگر ایمان پختہ ہے، اگر آپ کو یقین ہے کہ یہ وہ موعود جماعت ہے، جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ رکھی جانی تھی۔ جیسے ہی ان کو اس حقیقت کا احساس ہو جائے تو وہ خود بخود فعال ہو جائیں گے۔ اس لیے انہیں اس حقیقت کا احساس دلائیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 24رد سمبر 2021)

......☆......☆......☆......

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے

وہ قرآن جو تمام انسانوں کیلئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور الٰہی نشانات بھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام قرآن کریم کا دَور رمضان میں مکمل کیا کرتے تھے اور آخری سال میں دو مرتبہ یہ دَور مکمل ہوا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 31 / مارچ 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال اگر ہمیں رمضان کا حقیقی فیض اٹھانا ہے تو ہمیں کیا کرنا ہوگا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر ہم نے رمضان کا حقیقی فیض اٹھانا ہے تو ہمیں عبادتوں کے ساتھ قرآنِ کریم کی تلاوت اور اس پر غور کی طرف بھی خاص توجہ دینی چاہئے۔

سوال جب ہم قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ اسکا ترجمہ اور اس کی تفسیر پڑھیں گے تو کیا ہوگا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب ہم قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ اسکا ترجمہ اور اسکی تفسیر پڑھیں گے اور سنیں گے تب ہی ہم ان احکامات کی اہمیت کو سمجھ سکتے ہیں جو اس میں بیان ہوئے ہیں انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنا سکتے ہیں، اپنی زندگی کو قرآنی تعلیم کے مطابق ڈھال سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکتے ہیں۔

سوال اگر روزوں کا حقیقی فیض اٹھانا ہے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر روزوں کا حقیقی فیض اٹھانا ہے تو عبادتوں کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے سننے کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہئے۔

سوال اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رمضان المبارک کے متعلق کیا کہا ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ (البقرۃ: 186) رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ وہ قرآن جو تمام انسانوں کیلئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور الٰہی نشانات بھی۔

سوال رمضان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن کریم کا دَور کتنی بار کیا کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام قرآن کریم کا دَور رمضان میں مکمل کیا کرتے تھے اور آخری سال میں دو مرتبہ یہ دَور مکمل ہوا۔

سوال قرآن کریم مستقل اور ابدی شریعت ہے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کی حکمتیں اور احکام دو قسم کے ہوتے ہیں بعض مستقل اور دائمی ہوتے ہیں، بعض آنی اور وقتی ضرورتوں کے لحاظ سے صادر ہوتے ہیں اگرچہ اپنی جگہ ان میں بھی ایک استقلال ہوتا ہے۔ مگر وہ آنی ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً سفر کیلئے نماز یا روزہ کے متعلق اَور احکام ہوتے ہیں اور حالت قیام میں اَور باہر جب عورت نکلتی ہے تو وہ برقع لے کر نکلتی ہے۔ گھر میں ایسی ضرورت نہیں ہوتی کہ برقع لے کر پھرتی رہے۔ توریت اور انجیل کے احکام آنی اور وقتی ضرورتوں کے موافق تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت اور کتاب لے کر آئے تھے وہ کتاب مستقل اور ابدی شریعت ہے اسلئے اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ کامل اور مکمل ہے۔ قرآن شریف قانونِ مستقل ہے اور توریت انجیل اگر قرآن شریف نہ بھی آتا تب بھی منسوخ ہو جاتیں کیونکہ وہ مستقل اور ابدی قانون نہ تھے۔

سوال قرآنِ کریم کی مستقل شریعت ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آ سکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہی فیوضات اور برکات کے ثبوت کیلئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔

سوال قرآنِ کریم کا نام ''ذکر'' کیوں رکھا گیا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآنِ کریم کا نام ذِکر اس لئے رکھا گیا کیونکہ وہ وہ انسان کی اندرونی شریعت یاد دلاتا ہے۔ قرآن کوئی نئی تعلیم نہیں لایا بلکہ اس اندرونی شریعت کو یاد دلاتا ہے جو انسان کے اندر مختلف طاقتوں کی صورت میں رکھی ہے۔ حلم ہے، ایثار ہے، شجاعت ہے، جبر ہے، غضب ہے، قناعت ہے وغیرہ۔ غرض جو فطرت باطن میں رکھی تھی قرآن نے اسے یاد دلایا۔ جیسے فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ (الواقعہ: 79) یعنی صحیفۂ فطرت میں کہ جو چھپی ہوئی کتاب تھی اور جس کو ہر ایک شخص نہ دیکھ سکتا تھا۔'' اسی طرح اس کتاب کا نام ذِکر بیان کیا تا کہ وہ پڑھی جاوے تو وہ اندرونی اور روحانی قوتوں اور اس نورِ قلب کو جو آسمانی ودیعت انسان کے اندر ہے، یاد دلاوے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھیج کر بجائے خود ایک روحانی معجزہ دکھایا۔ وہ زمانہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اور قرآن کے نزول کا۔ جب وہ دنیا سے گمشدہ صداقتوں کو یاد دلانے کیلئے آیا تھا۔ اب وہ زمانہ آ گیا جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی تھی کہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے قرآن نہ اترے گا۔ سو اب تم ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ لوگ قرآن کیسی خوش الحانی اور عمدہ قراءت سے پڑھتے ہیں لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں گزرتا۔ اس لئے جیسے قرآن کریم جس کا دوسرا نام ذِکر ہے اس ابتدائی زمانہ میں انسان کے اندر چھپی ہوئی اور فراموش شدہ صداقتوں اور ودیعتوں کو یاد دلانے کیلئے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدۂ واثقہ کی رو سے کہ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: 10) اس زمانہ میں بھی آسمان سے ایک معلم آیا جو اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعہ: 4) کا مصداق اور موعود ہے وہ وہی ہے جو تمہارے درمیان بول رہا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے کیا محاسن بیان فرمائے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ خوبی قرآنی تعلیم میں ہے کہ اسکا ہر ایک حکم مُعَلَّلْ بِاَغْرَاض وَمَصَالِح ہے۔ اور اسلئے جابجا قرآن کریم میں تاکید ہے کہ عقل، فہم، تدبر، فقاہت اور ایمان سے کام لیا جائے اور قرآنِ مجید اور دوسری کتابوں میں یہی مابہ الامتیاز ہے اور کسی کتاب نے اپنی تعلیم کو عقل اور تدبر کی دقیق اور آزاد نکتہ چینی کے آگے ڈالنے کی جرأت ہی نہیں کی۔

سوال قرآن شریف ساری تعلیموں کا مخزن ہے، ایک خزانہ ہے اسکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآنِ شریف حکمت ہے اور مستقل شریعت ہے اور ساری تعلیموں کا مخزن ہے اور اس طرح پر قرآنِ شریف کا پہلا معجزہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے اور پھر دوسرا معجزہ قرآن شریف کا اس کی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں چنانچہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ تحریم اور سورۂ نور میں کتنی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ساری پیشگوئیوں سے بھری ہوئی ہے۔ ان پر اگر ایک دانشمند آدمی خدا سے خوف کھا کر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ کس قدر غیب کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہیں۔ کیا اس وقت جبکہ ساری قوم آپؐ کی مخالف تھی اور کوئی ہمدرد اور رفیق نہ تھا یہ کہنا کہ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر: 46) چھوٹی بات ہو سکتی تھی۔ اسباب کے لحاظ سے تو ایسا فتویٰ دیا جاتا تھا کہ ان کا خاتمہ ہو جاوے گا۔ مگر آپؐ ایسی حالت میں اپنی کامیابی اور دشمنوں کی ذلت اور نامرادی کی پیشگوئیاں کر رہے ہیں اور آخر اسی طرح وقوع میں آتا ہے۔

سوال کیا قرآن شریف ایک محفوظ کتاب ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعہ: 78 تا 80) بلکہ یہ سارا صحیفہ قدرت کے مضبوط صندوق میں محفوظ ہے۔ اس کا وجود کاغذوں تک ہی محدود نہیں بلکہ وہ ایک چھپی ہوئی کتاب میں ہے جس کو صحیفۂ فطرت کہتے ہیں۔ یعنی قرآن کی ساری تعلیم کی شہادت قانونِ قدرت کے ذرہ ذرہ کی زبان سے ادا ہوتی ہے۔ اس کی تعلیم اور اس کی برکات کتھا کہانی نہیں جو مٹ جائیں۔

......☆......☆......

قرآن شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترکِ شر کر کے سمجھ لے کہ بس اب میں صاحبِ کمال ہو گیا

بلکہ وہ تو انسان کو اعلیٰ درجہ کے کمالات اور اخلاقِ فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے کہ اس سے ایسے اعمال و افعال سرزد ہوں

جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں اور انکا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 7 / اپریل 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال قرآن کریم کامل ہدایت کا سرچشمہ ہے اسکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترکِ شر کر کے سمجھ لے کہ بس اب میں صاحبِ کمال ہو گیا۔ بلکہ وہ تو انسان کو اعلیٰ درجہ کے کمالات اور اخلاقِ فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے کہ اس سے ایسے اعمال و افعال سرزد ہوں جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں اور ان کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے۔

سوال قرآن مجید نے اپنی فصاحت اور بلاغت سے کیا اثر ڈالا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: فرقان مجید نے اپنی فصاحت اور بلاغت کو صداقت اور حکمت اور ضرورت حقّہ کے التزام سے ادا کیا ہے اور کمال ایجاز سے تمام دینی صداقتوں پر احاطہ کر کے دکھایا ہے۔ چنانچہ اس میں ہر یک مخالف اور منکر کے ساکت کرنے کیلئے براہین ساطعہ بھری پڑی ہیں اور مؤمنین کی تکمیلِ یقین کیلئے ہزارہا دقائق حقائق کا ایک دریائے عمیق و شفاف اس میں بہتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ جن امور میں فساد دیکھا ہے انہیں کی اصلاح کیلئے زور مارا ہے۔ جس شدت سے کسی افراط یا تفریط کا غلبہ پایا ہے اسی شدت سے اس کی مدافعت بھی کی ہے۔ جن انواع اقسام کی بیماریاں پھیلی ہوئی دیکھی ہیں ان سب کا علاج لکھا ہے۔ مذاہب باطلہ کے ہر ایک وہم کو مٹایا ہے۔ ہر ایک اعتراض کا جواب دیا ہے۔ کوئی صداقت نہیں جس کو بیان نہیں کیا۔ کوئی فرقہ ضالّہ نہیں جس کا ردّ نہیں لکھا۔ اور پھر کمال یہ کہ کوئی کلمہ نہیں کہ بلا ضرورت لکھا ہو۔ اور کوئی بات نہیں کہ بے موقع بیان کی ہو اور کوئی لفظ نہیں کہ لغو طور پر تحریر پایا ہو اور پھر باوصف التزام ان سب امور کے فصاحت کا وہ مرتبہ کامل دکھلایا جس سے زیادہ تر متصور نہیں اور بلاغت کو اس کمال تک پہنچایا کہ کمال حسن ترتیب اور موجز اور مدلل بیان سے علم اوّلین اور آخرین ایک چھوٹی سی کتاب میں بھر دیا۔ تا کہ انسان جس کی عمر تھوڑی اور کام بہت ہیں بیشمار دردسر سے چھوٹ جائے اور تا اسلام کو اس بلاغت سے اشاعت مسائل میں مدد پہنچے اور حفظ کرنا اور یاد رکھنا آسان ہو۔

سوال کیا قرآن کریم کا زمانہ کامل تعلیم کا مقتضی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف نے ہی کامل تعلیم عطا کی ہے اور قرآن شریف کا ہی ایسا زمانہ تھا جس میں کامل تعلیم عطا کی جاتی۔ پس یہ دعویٰ کامل تعلیم کا جو قرآن شریف نے کیا یہ اسی کا حق تھا اس کے سوا کسی آسمانی کتاب نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔

سوال مومن کون ہوتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک تو مومن وہی ہے جو قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور قرآن شریف ہی کو خاتم الکتب یقین کرے۔ اور اسی شریعت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے تھے اسی کو ہمیشہ تک رہنے والی مانے اور اس میں ایک ذرہ بھر اور ایک شوشہ بھی نہ بدلے اور اس کی اتباع میں فنا ہو کر اپنا آپ کھو دے اور اپنے وجود کا ہر ذرہ اسی راہ میں لگائے عملاً اور علماً اس کی شریعت کی مخالفت نہ کرے تب پکا مسلمان ہوتا ہے۔

سوال قرآن کریم کے آخری کتاب ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف ایسے زمانے میں آیا تھا کہ جس میں ہر ایک طرح کی ضرورتیں تھیں یعنی تمام امور اخلاقی اور اعتقادی اور قولی اور فعلی بگڑ گئے تھے اور ہر ایک قسم کا افراط اور تفریط اور ہر ایک نوع کا فساد اپنے انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ اس لیے قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجہ پر نازل ہوئی۔ پس انہی معنوں سے شریعت فرقانی مختتم اور مکمل ٹھہری اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں کیونکہ پہلے زمانوں میں وہ مفاسد کہ جن کی اصلاح کیلئے الہامی کتابیں آئیں وہ بھی انتہائی درجہ پر نہیں پہنچے تھے اور قرآنِ شریف کے وقت میں وہ سب اپنے انتہا کو پہنچ گئے تھے۔ بہت سے بچے یا نوجوانی میں قدم رکھنے والے لوگ سوال کرتے رہتے ہیں ان کیلئے جواب ہے کہ پہلے وہ باتیں انتہا کو نہیں پہنچی تھیں یہاں انتہا کو بھی پہنچ گئیں۔ اس لیے تعلیم بھی انتہا کو پہنچ گئی۔ اس لیے قرآن کریم نازل ہوا اور اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اسلام کی بنیاد پڑی۔ پس اب قرآن شریف اور دوسری الہامی کتابوں میں فرق یہ ہے کہ فرمایا پہلی کتابیں اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہتیں پھر بھی وہ بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنی فرقان مجید ظہور پذیر ہوتا۔ ان کے سامنے بعض باتیں آئی ہی نہیں تھیں تو وہ بیان کس طرح کرتے۔ اسکی تعلیم ناقص تھی اس لیے قرآن مجید کا ظہور ہونا ضروری تھا۔ فرمایا مگر قرآن شریف کیلئے اب یہ ضرورت پیش نہیں کہ اسکے بعد کوئی اَور کتاب بھی آوے۔

سوال نجات کے واسطے کیا ضروری ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: نجات کے واسطے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے وہی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اوّل سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی یقین کرے اور قرآن شریف کو کتاب اللہ سمجھے کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ قیامت تک اب اَور کوئی کتاب یا شریعت نہ آئے گی یعنی قرآنِ شریف کے بعد اب کسی کتاب یا شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے کس پر خدا کی لعنت بھیجی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے نزدیک خدا کی لعنت اس پر جو قرآن کے اعجاز کا انکار کرتا اور اپنے کلام اور نظام کو بجائے خود کوئی مستقل شے سمجھتا ہے اور خدا کی قسم! ہم تو اسی چشمہ سے پیتے اور اس کی زینت سے آراستہ ہوتے ہیں اسی سبب سے تو ہمارے کلام میں نور اور صفا ہوتی اور ہماری گویائی میں روشنی اور شفا اور تازگی اور خوبصورتی چمکتی ہے اور مجھ پر قرآن کے سوا اَور کسی کا احسان نہیں اور اس نے میری ایسی پرورش کی ہے کہ ویسی ماں باپ بھی تو نہیں کرتے اور خدا نے مجھے اس سے خوشگوار پانی پلایا اور ہم نے اس کو روشن کرنے والا اور مددگار پایا۔

سوال قرآن کریم کی کامل تعلیم کا اعلان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا کو کیا چیلنج کرتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کی کامل تعلیم کا اعلان کرتے ہوئے دنیا کو چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمارا خداوند کریم کہ جو دلوں کے پوشیدہ بھیدوں کو خوب جانتا ہے اس بات پر گواہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ذرہ کا ہزارم حصہ بھی قرآن شریف کی تعلیم میں کچھ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اس کے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کر سکے کہ جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اس سے بہتر ہو تو ہم سزائے موت بھی قبول کرنے کو تیار ہیں۔

......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 8/اگست 2023ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

(1) مکرم چودھری مبارک احمد ساہی صاحب (یو.کے)

29/جولائی 2023ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت 1902ء میں آئی جب آپ کے دادا حضرت حاجی غلام محمد ساہی صاحب رضی اللہ عنہ اور ان کے بڑے بھائی حضرت چودھری نصر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مرحوم پیشہ کے لحاظ سے وکیل تھے۔ ان کو فیصل آباد میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کے ساتھ کام کرنے کی بھی توفیق ملی۔ کراچی قیام کے دوران نائب قائد کراچی کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے سفر مشرق بعید میں بطور افسر حفاظت شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی یوکے ہجرت کے بعد حضور رحمہ اللہ کی ہدایت پر آپ لندن آئے اور 2002ء تک عملہ حفاظت میں خدمت کی توفیق پائی۔ اسکے بعد 2015ء تک امیر صاحب برطانیہ کے دفتر میں خدمت بجالاتے رہے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت محنتی، دیانتدار، خدمت کا بےلوث جذبہ رکھنے والے ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ بہت پیار اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی اہلیہ کی وفات کے بعد ترک احمدی خاتون مکرمہ امینہ چقماق صاحبہ کے ساتھ آپ کی دوسری شادی ہوئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم عبد القدیر صاحب
ابن مکرم ٹھیکیدار عبد الرحیم صاحب (ومبلڈن، یو.کے)

2/اگست 2023ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مستری مرزا مہر دین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ ربوہ میں قیام کے دوران انہوں نے فضل عمر ہسپتال کے آپریشن تھیٹر، لجنہ ہال، بیوت الحمد اور دیگر جماعتی عمارات کی تعمیر میں لکڑی کا کام کرنے کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، مالی قربانی میں دل کھول کر حصہ لینے والے، غریبوں کے ہمدرد، بہت دعا گو، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم بشیر احمد شاد صاحب
ابن مکرم عبد القادر ضیغم صاحب (دار النصر شرقی نور ربوہ)

24/فروری 2023ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم فضل عمر ہسپتال میں بطور مددگار کارکن خدمت کرتے رہے۔ دینی اور اخلاقی لحاظ سے اچھے شریف النفس انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(2) مکرم چوہدری محمد اشرف باجوہ صاحب ابن مکرم چوہدری سلطان علی صاحب مرحوم (جرمنی)

25/فروری 2023ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا پودا آپ کی دادی حضرت حاکم بی بی صاحبہ کے ہاتھوں لگا جو حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ کی خالہ زاد بہن تھیں۔ آپ دونوں بہنوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ آمد پر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مرحوم کے دادا، دادی اور نانا، نانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ مرحوم کئی سال تک اپنے حلقہ میں زعیم انصار اللہ رہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، اطاعت گزار اور خلافت کے وفادار ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوتے تھے۔ عہدیداروں اور مربیان کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(3) مکرم ملک محمد اشرف صاحب (امریکہ) ابن مکرم ملک برکت علی صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت حافظ آباد)

8/مئی 2023ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے والد اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے اور آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت خاص یوکے) کے بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform
Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "Grizzly Wallet"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com, Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia
طالب دعا : عطاء الرحمٰن (بھاٹی پوٹا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com
RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS
طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 12 - October - 2023 Issue. 41

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

عصماءاورابوعفک یہودی کےقتل کاذکرکسی حدیث میں نہ پایاجانااوربعض مؤرخین کااِن کےمتعلق خاموش ہونایقینی طورپرظاہرکرتاہےکہ یہ قصےبناوٹی ہیں

مگرچونکہ ان واقعات سےآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کےخلاف اعتراض کی صورت پیداہوجاتی ہےاس لیےبعض عیسائی مؤرخین نےحسبِ عادت نہایت ناگوارصورت میں اِن کاذکرکیاہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نےان کےقتل کےمتعلق کوئی حکم نہیں دیا،آپؐ پریہ الزام ہی غلط ہےاوریہ سب من گھڑت باتیں ہیں جوآپؐ کی طرف منسوب کی گئی ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزفرمودہ 6/اکتوبر2023ءبمقام مسجدمبارک(اسلام آباد)یو.کے

تشہد،تعوذاورسورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نےفرمایا:

عصماء کےقتل کاواقعہ جوگذشتہ خطبے میں بیان کیا تھا۔ایک دوسراواقعہ بھی ابوعفک یہودی کےقتل کا ہے جومحض ایک من گھڑت کہانی لگتی ہے۔تفصیل اس طرح ہے کہ ایک روزرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےصحابہ سے فرمایاکہ کون ہے جومیرے لیے اس خبیث سے نپٹ سکتا ہے یا اُس کو مارسکتا ہے۔یہ شخص بہت بوڑھا تھا۔اس کی عمر 120 برس ہوچکی تھی۔یہ لوگوں کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کےخلاف بھڑکایاکرتاتھااوراپنے شعروں میں آپؐ کےخلاف بدزبانی اورگستاخی کیاکرتا تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کےاس ارشادپرحضرت سالم بن عمیرؓ اٹھےاورنذرمانی کہ یاتومیں اُسےقتل کردوں گا یا اس کوشش میں اپنی جان دے دوں گا۔چنانچہ حضرت سالم بن عمیرؓ موقع کی تلاش میں رہےاورایک رات شدیدگرمی میں جب ابوعفک اپنے گھرکےباہرصحن میں سویاہواتھااُس کوقتل کردیا۔

یہ واقعہ بھی کسی معتبرسندسےمروی نہیں ہے بلکہ اس واقعہ میں بھی اندرونی تضادات ہیں۔

ابن سعداورواقدی کےنزدیک حضرت سالم بن عمیرؓ نےاس یہودی کاقتل کیاجبکہ بعض دیگرروایات میں سالم بن عمیراورسالم بن عبداللہ بن ثابت انصاری کانام ہے۔قتل کےسبب میں بھی اختلاف ہے۔ابن ہشام اورواقدی کےنزدیک سالم نےخودجوش میں آکرقتل کیاجبکہ بعض روایات کےمطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کےحکم پرقتل کیاگیا۔مذہب کابھی اختلاف ہے۔ابن سعدکےنزدیک ابوعفک یہودی تھاجبکہ واقدی کےنزدیک یہ یہودی نہیں تھا۔پھرزمانہ قتل میں بھی اختلاف ہے۔واقدی اورابن سعدکےنزدیک یہ واقعہ عصماءبنت مروان کےقتل کےبعدکاواقعہ ہے جبکہ ابن اسحاق اورابن ہشام کےنزدیک یہ عصماءکے قتل سےپہلےکاواقعہ ہے۔

ان واضح اختلافات سےظاہرہےکہ یہ محض جعلی اوربناوٹی واقعہ ہے۔اسی طرح عصماءکےقتل کےبعد جس طرح یہودیوں کاکوئی ردّعمل ثابت نہیں اسی طرح یہاں بھی یہودکاکوئی ردعمل ثابت نہیں۔پس ان کا خاموش رہنااس واقعہ کےفرضی ہونےپردلیل قاطع ہے۔

یہ بات بھی یادرکھنےکےلائق ہےکہ ان واقعات کازمانہ جنگ بدرسےقبل یامعاً بعدکابیان کیا جاتاہے۔جملہ مؤرخین کااتفاق ہےکہ مسلمانوں اور یہودیوں کی پہلی مخاصمت غزوہ بنوقینقاع ہے۔اگربدر سےپہلےہوتاتومؤرخین اس کےذیل میں ضرورذکر کرتےاوران واقعات کےبعدیہودی اعتراض کرسکتےتھےکہ مسلمانوں نےاُن سےچھیڑچھاڑمیں پہل کی لیکن کہیں یہ ذکرنہیں ملتاکہ مدینےکےیہودنے ان واقعات کولےکرایساسوال اُٹھایاہو۔

حضرت مرزابشیراحمدصاحبؓ نےسیرت خاتم النبیینؐ میں بیان فرمایاکہ جنگ بدرکےحالات کے بعدمؤرخین نےدوایسےواقعات درج کیےہیں جن کا کتب حدیث اورصحیح تاریخی روایات میں نشان نہیں ملتا اوردرایات پربھی غورکیاجائےتویہ درست ثابت نہیں ہوتےمگرچونکہ ان واقعات سےآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کےخلاف اعتراض کی صورت پیداہوجاتی ہےاس لیے بعض عیسائی مؤرخین نےحسبِ عادت نہایت ناگوار صورت میں اِن کاذکرکیاہےمگرحقیقت یہ ہےکہ جرح اورتنقیدکےسامنےیہ واقعات درست ثابت ہی نہیں ہوتے۔

اوّل کتب احادیث میں اِن واقعات کاذکرنہیں پایاجاتا۔دوم جوشخص حدیث اورتاریخ کامعمولی مطالعہ بھی رکھتاہےاُس سےیہ بات مخفی نہیں ہوسکتی کہ مسلمان محدثین اورمؤرخین نےکبھی کسی روایت کےذکرکومحض اس بناپرترک نہیں کیاکہ اس سےاسلام اوربانی اسلام پربظاہراعتراض واردہوتاہے۔

چنانچہ عصماءاورابوعفک کےواقعات سے ملتےجلتےکعب بن اشرف اورابورافع یہودی کےقتل کےواقعات حدیث اورتاریخ کی تمام کتابوں میں پوری صراحت اورتفصیل کےساتھ بیان ہوئےہیں اور کسی مسلمان راوی اورمحدث یامؤرخ نےاِن کے بیان کوترک نہیں کیا۔اندریں حالات عصماءاور ابوعفک یہودی کاقتل کسی حدیث میں نہ پایاجانااور بعض مؤرخین کااِن کےمتعلق خاموش ہونااس بات کو قریباًقریباًیقینی طورپرظاہرکرتاہےکہ یہ قصےبناوٹی ہیں اورکسی طرح بعض روایتوں میں راہ پاکرتاریخ کاحصہ بن گئےہیں۔

اگریہ واقعات درست بھی ہوں توان حالات کو دیکھتےہوئےجن کےتحت یہ وقوع پذیرہوئےقابل اعتراض نہیں سمجھےجاسکتے۔ان ایام میں مسلمانوں کی حالت اُس شخص کی طرح تھی جوایک ایسی جگہ میں گھر جاوےجس کےچاروں طرف دُوردُورتک خطرناک آگ شعلہ زن ہواوراُس کیلئےکوئی راستہ باہرنکلنےکانہ ہو۔پھراُس کےپاس وہ لوگ کھڑےہوں جواُس کے جانی دشمن ہوں۔مسلمانوں کی ایسی نازک حالت میں اگرکوئی شریراورفتنہ پردازشخص اُن کےآقااورسردار کےخلاف اشتعال انگیزشعرکہہ کہہ کرلوگوں کواُس کے خلاف اُکساتااوراُبھارتاتھاتواُس زمانےکےحالات کےتحت اُس کاعلاج سوائےقتل کےاورکیاہوسکتاتھااور جن حالات میں معمولی قتل بھی قصاص کےقابل نہیں سمجھاجاتا۔چنانچہ مسٹرمارگولیس جیساشخص جوعموماًہراَمر میں مخالفانہ پہلولیتاہےان واقعات کی وجہ سے مسلمانوں کوقابل ملامت نہیں قراردیتا۔وہ لکھتےہیں کہ چونکہ عصماءنےاپنےاشعارمیں اگروہ اُس کی طرف صحیح طورپرمنسوب کیےگئےہیں محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) کےقتل پراُن کےدشمنوں کوعمداًاُبھاراتھااس لیےاُس کا قتل خواہ اُسےدنیاکےکسی معیارکےمطابق ہی جج کیا جاوےایک بےبنیاداورظالمانہ فعل نہیں سمجھاجاسکتا۔

یہ بات بھی یادرکھنی چاہیےکہ اشتعال انگیزی کا وہ طریق جوہجوکےاشعارکی صورت میں اختیارکیاگیا عرب جیسےملک میں دوسرےممالک کی نسبت بہت زیادہ خطرناک نتائج پیداکرسکتاتھاکیونکہ عربوں میں اشتعال انگیزاشعارکی وجہ سےصرف افرادتک معاملہ محدودنہیں رہتاتھابلکہ سالم کےسالم قبائل میں خطرناک جنگ کی آگ مشتعل ہوجایاکرتی تھی۔اسکی جگہ اسلام میں یہ صحیح اصول قائم کیاگیاہےکہ جرم کی سزاصرف مجرم کوہونی چاہیےنہ کہ اُس کےعزیزواقارب کوبھی۔

مسٹرمارگولیس کوصرف یہ اعتراض ہےکہ کیوں نہ باقاعدہ اعلان کرکےمجرموں کوسزادی گئی۔

اس کاجواب یہ ہےکہ اگران واقعات کودرست بھی سمجھاجائےتووہ بعض مسلمانوں کےمحض انفرادی فعل تھےجواُن سےسخت اشتعال کی حالت میں سرزد ہوئےاورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نےاُن کاحکم نہیں دیاتھا۔

دوسرےاگربالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاحکم بھی سمجھاجائےتوپھربھی اُس زمانےکےحالات ایسےتھےکہ عصماءاورابوعفک کےقتل کےمتعلق باقاعدہ ضابطےکاطریق اختیارکیاجاتااورمقتولین کے متعلقین کوبروقت اطلاع ہوجاتی تواُس کےنتائج بہت خطرناک ہوسکتےتھےاوراس بات کااندیشہ تھاکہ یہ واقعات مسلمانوں اوریہودیوں اورمسلمانوں اور مشرکین مدینہ کےدرمیان ایک وسیع جنگ کی آگ مشتعل کردیتے۔تعجب ہےکہ مسٹرمارگولیس نےجہاں محض قتل کےفعل کوعرب کےمخصوص حالات کےمطابق جائزقراردیاہےوہاں طریقہ قتل کےمتعلق اُن کی نظر اُس زمانےکےمخصوص حالات تک کیوں نہیں پہنچی۔ اگروہ اس پہلومیں بھی حالات کومدنظررکھتےتوغالباً اُنہیں یقین ہوجاتاکہ قتل کاطریق صحیح ہےاوراُس وقت کےحالات اورامن عامہ کےمفادکیلئےمناسب اور ضروری تھا۔

خلاصہ کلام یہ کہ اوّل توعصماءاورابوعفک یہودی کےقتل کےواقعات روایتاًاوردرایتاًدرست ثابت ہی نہیں ہوتےاوراگربالفرض انہیں درست سمجھا بھی جاوےتواُس زمانےکےحالات کےتحت قابل اعتراض نہیں سمجھےجاسکتے۔پھرجوبھی صورت ہوقتل کے یہ واقعات بعض مسلمانوں کےانفرادی افعال تھےجو سخت اشتعال کی حالت میں اُن سےسرزدہوئےاور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نےاُن کےمتعلق کوئی حکم نہیں دیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پریہ الزام ہی غلط ہےاوریہ سب من گھڑت باتیں ہیں جوآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کاشکراوراحسان ہےکہ ہمیں اُس نےزمانےکےامام کوماننےکی توفیق عطافرمائی اورہر بات کوہم دیکھ کرپرکھ کراوراُس کی حقیقت کوسمجھ کربیان کرنےکی کوشش کرتےہیں اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پرآنےوالاکوئی بھی الزام ہواُس کورد کرنےکی کوشش کرتےہیں۔

اللہ تعالیٰ ان علماءکوبھی عقل دےجواس قسم کی باتوں کورائج کرکےصرف اپنےمفادات حاصل کرتے ہیں اوراسلام کوبدنام کرنےکی کوشش کرتےہیں۔

حضورانورنےآخرمیں پروفیسرڈاکٹرناصراحمد خان صاحب آف کینیڈاالمعروف پرویزپروازی،مکرم شریف احمدبھٹی صاحب آف ربوہ،پروفیسرعبدالقادرڈاہری صاحب سابق امیرجماعت ضلع نوابشاہ اورپروفیسر ڈاکٹرمحمدشریف خان صاحب آف امریکہ کی وفات پر ان کاذکرخیراورجماعتی خدمات کاتذکرہ فرمایااوربعد نمازجمعہ تمام مرحومین کی نمازجنازہ غائب اداکی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad